36

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

29 ربیع الاوّل تا 6 ربیع الثانی 1447ھ / 23 تا 29 ستمبر 2025ء

اس شمارے میں

بحر و بر میں فساد!

امیر سے ملاقات (42)

اسلامی سربراہی کانفرنس:
توقعات اور نتائج

گرا ہے جس بھی خاک
پر قیامتیں اُٹھائے گا

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں

قرآن ہوا ٹکڑے ٹکڑے.....

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند پہلو اور فکر و عمل کی راہنمائی

اقامتِ دین، اعلائے کلمۃ اللہ اور قیام عدل کے لئے خلافتِ ارضی کی تعبیر عبادتِ رب ہی ہے، جو تمام جن وانس اور ہر حاکم ومحکوم پر فرض ہے۔ اگر قرآن وسنت سے عبادتِ رب کے معنی ومفہوم کو تعصب سے پاک ہو کر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے بعد جس کے دل کے اندر بھی خدائے علیم وخبیر سے کچھ بھی حیاء ہو، وہ بشرطِ سلامتی ہوش وحواس عبادتِ رب سے حکمرانوں کو مستثنیٰ کرنے اور اسے صرف عوام کے لئے خاص کرنے کی بات نہیں کر سکے گا۔ اسلام کے جن احکام کا تعلق قوّتِ نافذہ کے ساتھ ہے انہیں اگر حکمران طبقہ عبادتِ رب سمجھ کر ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں تو کیا اُن کی اِس ہٹ دھرمی پر انہیں خدا کی عبادت سے استثناء کے سرٹیفکیٹ جاری کئے جائیں؟ اقامتِ دین کی بحث دراصل سنت وسیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحث ہے، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقامِ نبوّت سے وہ لوگ قطعاً ناواقف ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری مدنی زندگی کے شب وروز کی جدوجہد اور جہاد وقتال فی سبیل اللہ میں گزری مبارک حیاتِ طیبہ کو صرف مسجد نبوی کے درس وتعلیم تک محدود کرتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شمس الحق انیس
کی تحریر سے ایک اقتباس

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ
1150 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃُ الرُّوم

تمہیدی کلمات

سورۃ الروم کا آغاز رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی دو بڑی سلطنتوں یعنی ایرانی سلطنت اور سلطنتِ روما کی باہمی چپقلش کے ذکر سے ہوا ہے اور اسی حوالے سے ابتدائی آیات میں ایک بہت بڑی پیشین گوئی کا ذکر بھی ہے۔ اس موضوع اور اس سے متعلق پیشین گوئی کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے اس کے تاریخی پس منظر سے آگاہی ضروری ہے۔

حضور ﷺ کی ولادت (۵۷۱ء) کے زمانے میں دونوں طاقتوں کی روایتی کشمکش جاری تھی۔ ۶۰۲ء میں اس کش مکش نے باقاعدہ ایک جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۱ برس تھی۔ یہ جنگ بالآخر ۶۱۴ء میں ایران کے بادشاہ خسرو پرویز (کے خسرو ثانی) کے ہاتھوں رومیوں کی بدترین شکست پر ختم ہوئی۔

رومیوں کی اس شکست کے وقت مکہ میں حضور ﷺ کی دعوت شروع ہوئے تقریباً پانچ برس ہو چکے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اہل ایمان کے ساتھ مشرکین کی زیادتیاں روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں اور مقامی آبادی واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایرانیوں اور رومیوں کی جنگ میں مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں، اس لیے کہ وہ ایرانیوں کو آتش پرست (مشرک) ہونے کی وجہ سے اپنا ہم مذہب خیال کرتے تھے۔ دوسری طرف رومی چونکہ اہل کتاب تھے اس لیے مسلمان فطری طور اُن کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے اور وہ ان کی شکست پر دل گرفتہ بھی تھے۔ ان حالات میں مشرکین مکہ رومیوں کی شکست پر بغلیں بجا رہے تھے اور دن رات اس پروپیگنڈا میں مصروف تھے کہ جس طرح آج آتش پرست ایرانیوں کے ہاتھوں پیغمبروں اور الہامی کتابوں کے ماننے والوں کو شکست ہوئی ہے، کل اسی طرح ہم بت پرستی کے علمبردار بھی مسلمانوں کا قلع قمع کر دیں گے۔ اُس وقت مکہ کی سرزمین مسلمانوں پر تنگ کر دی گئی تھی اور ۶۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کی عیسائی سلطنت میں (جو سلطنت روم کی حلیف تھی) پناہ لینا پڑی تھی۔

ان حالات میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس کی ابتدائی آیات میں واضح پیشین گوئی کی گئی کہ قریب کی سرزمین میں اس وقت واقعی رومی شکست کھا چکے ہیں، مگر چند ہی سال میں یہ صورت تبدیل ہو جائے گی اور وہ پھر سے ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ بظاہر چونکہ یہ بالکل اَنہونی بات تھی اس لیے مشرکین مکہ نے اِسے بھی تضحیک کا نشانہ بنایا۔ وہ اس پیشین گوئی کو اکثر موضوعِ گفتگو بنا کر مسلمانوں کو زچ کرنے کی کوشش کرتے۔

دوسری طرف روم کا ہرقل اعظم (Heraclius) اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مسلسل منصوبہ بندی میں مصروف رہا۔ آٹھ سال بعد (۶۲۲ء میں جب نبی مکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے) ہرقل نے حالات کو سازگار سمجھتے ہوئے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ خفیہ طور پر ایک لمبا چکر کاٹ کر بحیرہ کیسپین (Caspian Sea) کی طرف سے ایرانیوں کی پشت پر زوردار حملہ کر دیا۔ ایرانیوں کے لیے یہ حملہ بالکل غیر متوقع تھا۔ چنانچہ وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔ نتیجتاً انہیں اس معرکے میں ذلت آمیز شکست ہوئی اور ہرقل اُن سے اپنے مقبوضہ علاقے واگزار کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اُسی سال اللہ کی مدد سے بدر میں مسلمانوں کو بھی فتح (الفرقان) نصیب ہوئی اور اس طرح ان آیات کی دونوں پیشین گوئیاں حرف بحرف پوری ہو گئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

رضاء الحق

بحر و بر میں فساد!

پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی معیشت کا بڑا انحصار دریاؤں کے پانی اور بارشوں پر ہے۔ لیکن یہی پانی جب اپنی حدود سے باہر نکل آئے تو تباہی کا منظر پیش کرتا ہے۔ سیلاب پاکستان کے لیے کوئی نیا مسئلہ نہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک وقفے وقفے سے آنے والے بڑے سیلابوں نے ہزاروں جانیں لیں، لاکھوں افراد کو بے گھر کیا اور کھربوں روپے کا نقصان پہنچایا۔ لیکن گزشتہ دو سیلابوں (2022ء اور اب 2025ء) نے ماضی کے سب ریکارڈ توڑ ڈالے۔ یہ سوال ہمیشہ قائم رہا کہ آخر پاکستان میں سیلاب بار بار کیوں آتے ہیں؟ کیا یہ محض قدرتی آفات ہیں یا ہماری اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں؟ کیا یہ اللہ کی طرف سے تنبیہ یا عذاب ہیں، یا دنیا بھر میں جاری ماحولیاتی تبدیلیوں کی ایک کڑی؟ اللہ نے چاہا تو ہم ان تمام پہلوؤں کا مختصر جائزہ لیں گے۔ ان شاء اللہ!

وفاقی فلڈ کمیشن کی 2010ء اور 2012ء کی رپورٹس اس لحاظ سے انتہائی اہم تھیں کہ ان میں پاکستان کے حوالے سے اگلی دہائی میں بڑے پیمانے پر سیلاب آنے کے خدشہ کو ظاہر کیا گیا۔ ان رپورٹس میں 2020ء سے شروع ہونے والے عشرہ میں ممکنہ شدید ترین سیلابوں کے حوالے سے انتہائی مفصل طور پر پیشگی خبردار کر دیا گیا تھا۔ پھر یہ کہ ان رپورٹس میں بڑے سیلاب آنے کی صورت میں جانی و مالی نقصان کو کم سے کم کرنے کے لیے سفارشات بھی پیش کی گئیں۔ رپورٹس میں حکومتی سطح پر نااہلیوں اور بدعنوانیوں کو بھی کھل کر بیان کیا گیا۔ اگرچہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بننے والی ایسی تمام رپورٹس دینی لحاظ سے قدرتی آفات کے وقوع پذیر ہونے کی وجوہات بیان نہیں کرتیں اور نہ ہی ان میں قدرتی آفات کے تدارک کے لیے دین سے رہنمائی شامل ہوتی ہے، جو کسی المیہ سے کم نہیں۔ لیکن افسوس کا مقام یہ بھی ہے کہ آنے والی کسی حکومت نے ان تکنیکی رپورٹس کو درخورِ اعتنا نہ جانا اور یہ رپورٹس بھی دیگر کئی رپورٹس کی طرح سرد خانے کی نظر ہو گئیں۔ قرآن مجید بار بار انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، سمندر و دریا، ہوا و بارش، درخت و پہاڑ سب کو ’’آیاتِ الٰہی‘‘ قرار دیا ہے۔ فرمایا: ’’بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا تاکہ وہ لوٹ آئیں۔‘‘ (الروم: 41)

پاکستان میں سیلاب کے اسباب میں سب سے اہم ’’انتظامی نااہلی‘‘ ہے۔ پاکستان میں بڑے ڈیم اور ذخیرۂ آب کے منصوبے انتہائی محدود ہیں۔ نتیجتاً پاکستان صرف چند دنوں کے پانی کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب شدید بارشیں ہوں یا گلیشیئر پگھلیں تو پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے اور راستے میں بستیاں بہا لے جاتا ہے۔ نکاسیٔ آب کا نظام بھی انتہائی ناقص ہے۔ شہری علاقوں میں بارش کا پانی گھنٹوں یا دنوں تک کھڑا رہتا ہے۔ اگر نااہلی کے ساتھ بددیانتی اور کرپشن بھی شامل ہو جائیں تو نتائج مزید بھیانک ہو جاتے ہیں۔ سیلاب سے بچاؤ کے لیے بند، پشتے اور پل تعمیر کیے جاتے ہیں لیکن اکثر یہ منصوبے کاغذوں تک محدود رہتے ہیں یا ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے چند سال بھی نہیں چل پاتے۔ پھر یہ کہ دریاؤں کے قدرتی راستوں، کناروں اور برساتی نالوں پر بااثر افراد نے رہائشی سکیمیں اور پلازے تعمیر کر رکھے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں بیچ دریا ہوٹل قائم ہیں۔ یہ سب غیر قانونی تعمیرات حکومتی اجازت سے ہی بنی ہوئی ہیں۔ جب بارش اپنا زور پکڑتی ہے یا دریائی پانی سیلاب کی صورت اختیار کرتا ہے تو یہی تعمیرات سب سے پہلے متاثر ہوتی ہیں؛ جب پانی کو گزرنے کا راستہ نہیں ملتا تو وہ تباہی مچاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں تیزی سے بہتے دریا ان ہوٹلوں کو تہس نہس کر دیتے ہیں جبکہ میدانی علاقوں میں غیر قانونی بستیاں اور ہاؤسنگ سوسائٹیز سب سے پہلے ڈوبتی ہیں۔ یوں بڑے پیمانے پر جان و مال کا نقصان ہوتا ہے۔ ہر سال سیلاب متاثرین کے لیے اربوں روپے کے فنڈز مختص کیے جاتے ہیں مگر ان کا بڑا حصہ بیوروکریسی اور سیاست دانوں کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں قدرتی آفات سے نقصان کو کم کرنے اور متاثرین کے ریسکیو اور ریلیف کے لیے نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) اور صوبائی ادارے تو قائم ہیں مگر ان کی عملی کارکردگی بہت محدود ہے۔ بروقت اقدامات نہ ہونے کے باعث نقصان کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ گویا انسانوں کے اپنے اعمال، اپنے ہاتھوں کی کمائی کے باعث بحر و بر میں فساد! متاثرین تک حقیقی ریلیف نہیں پہنچ پاتا ہے اور نہ سیلاب کا پانی اُتر جانے کے بعد متاثرہ افراد اور خاندانوں کی بحالی کا مؤثر انتظام کیا جاتا ہے۔ خدمتِ خلق کا یہ کام بھی رفاحی

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

29 ربیع الاوّل تا 6 ربیع الثانی 1447ھ جلد 34
23 تا 29 ستمبر 2025ء شمارہ 36

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادارے اور دینی جماعتیں سرانجام دیتی ہیں۔ لیکن کیا ان ہاؤسنگ سوسائٹیز اور تند و تیز دریاؤں میں ہوٹل کھڑے کرنے والوں کو بھی قانون اپنی گرفت میں لے گا؟ ان غیر قانونی تعمیرات کی اجازت دینے والے محکمہ جات کے متعلقہ افسران کے خلاف بھی کوئی قانونی چارہ جوئی ہوگی؟

ملکی اور بین الاقوامی رپورٹس کے مطابق پاکستان اُن ممالک میں شامل ہے جو ماحولیاتی تبدیلی (Climate Change) سے سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ گلوبل وارمنگ (Global Warming) یعنی عالمی درجہ حرارت بڑھنے سے پاکستان کے شمالی علاقوں میں گلیشیئر تیزی سے پگھل رہے ہیں۔ نتیجتاً دریاؤں میں پانی کی سطح اچانک بلند ہو جاتی ہے۔ موسمیاتی رجحانات میں غیر معمولی تبدیلی کے باعث کہیں خشک سالی اور کہیں ایک ہی وقت میں بے تحاشہ بارش ہوتی ہے۔ یہ بارش جب کمزور انتظامی ڈھانچے والے ملک میں متواتر برستی ہے تو سیلاب کا روپ دھار لیتی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں غیر قانونی تعمیرات کھڑی کرنے اور ٹمبر مافیا کی بدولت بڑے پیمانے پر جنگلات کی کٹائی کی گئی ہے۔ درخت بارش کے پانی کو زمین میں جذب کرنے اور کٹاؤ کو روکنے میں مدد دیتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں بڑے پیمانے پر جنگلات کی کٹائی نے سیلاب کو مزید تباہ کن بنا دیا ہے۔

اسے ایک المیہ نہ کہیں تو اور کیا کہیں کہ کسی حکومتی ادارے کی قدرتی آفات کے باطنی عوامل کی جانب توجہ نہیں۔ ہمارا دین تو یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ قدرتی آفات کی وجہ محض مادے کا ارتعاش نہیں۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے اور بعض اوقات ایسی آفات لوگوں کی آزمائش کے لیے بھی وارد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا: ’’جس (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔ اور وہ بہت زبردست بھی ہے اور بہت بخشنے والا بھی۔‘‘ (الملک: 2) یہ بھی فرمایا: ’’اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کے نقصان سے اور (اے نبی ﷺ) بشارت دیجیے اُن صبر کرنے والوں کو، وہ لوگ کہ جن کو جب بھی کوئی مصیبت آئے تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے۔‘‘ (البقرۃ: 155، 156) ابتدائی اطلاعات کے مطابق زرعی شعبے کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ پنجاب میں تقریباً 31 لاکھ ایکڑ کھیتی کی زمین زیرِ آب آ گئی ہے۔ اہم فصلیں جیسے چاول، کپاس، گنا، مکئی، وغیرہ بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ پنجاب کے ضلع بہاولنگر اور سندھ میں کپاس کی تقریباً 80 فیصد کھڑی فصل کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مال مویشیوں کا نقصان علیحدہ ہے۔ بہر حال مومن کے لیے ہر مصیبت ایک آزمائش بھی ہوتی ہے تا کہ اس کے صبر و شکر کا امتحان لیا جا سکے۔ سیلاب سے متاثر ہونے والے جب اپنی جانوں اور مال کے نقصان کے باوجود صبر کرتے ہیں تو یہی صبر ان کے لیے باعثِ اجر بن جاتا ہے۔ دوسری جانب جیسا کہ سورۃ الروم کی آیت 41 میں فرمایا کہ قدرتی آفات کا مقصد کئی مرتبہ بعض لوگوں پر عذاب جبکہ دوسروں کے لیے تنبیہ بھی ہوتا ہے۔ یہی قدرتی آفات بعض افراد کی سرکشی اور گناہوں میں حد سے بڑھ جانے پر عذابِ الٰہی کی صورت بن جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام دوسرے تمام افراد کے لیے تنبیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

قدرتی آفات انسان کو اپنی زندگی اور اعمال پر غور کرنے کا پیغام دیتی ہیں۔ ظلم، ناانصافی، بددیانتی اور گناہوں کے بڑھنے پر اللہ تعالیٰ انسان کو جھنجھوڑتا ہے تا کہ وہ انفرادی و اجتماعی سطح پر توبہ کریں، اللہ سے رجوع کریں اور صراطِ مستقیم پر چل پڑیں، نہ کہ سودی معیشت کو دوام دیں اور بے حیائی کو فروغ دینے والے 'Reality Show' بنا اور دکھا کر اپنی اور دوسروں کی دنیا اور آخرت برباد کریں۔

ہمارے نزدیک سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے بچاؤ یا کسی درجہ میں اُن سے ہونے والے نقصان کو کم کرنے کے لیے ایک مربوط حکمتِ عملی درکار ہے۔ نئے ڈیمز اور آبی ذخائر کی تعمیر ناگزیر ہے تا کہ بارش اور گلیشیئر کا پانی محفوظ کیا جا سکے۔ بڑے چھوٹے تمام شہروں، قصبوں اور دیہات میں نکاسیٔ آب کے نظام کو بہتر کیا جائے۔ درخت لگائے جائیں اور جنگلات کی حفاظت کی جائے۔ اُن بااثر افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو دریاؤں کے کناروں پر اور بیچ میں تجاوزات کھڑی کرتے ہیں۔ سیلاب سے متاثرہ افراد اور خاندانوں کی ریلیف اور بحالی کے لیے فنڈز کو شفاف طریقے سے استعمال کیا جائے تا کہ سیلاب متاثرین حقیقی امداد حاصل کر سکیں۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات کے حوالے سے عوامی شعور کو بیدار کیا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قوم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرے۔ ملک میں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی قائم و نافذ کیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے شاملِ حال ہو۔ اللہ تعالیٰ بارشوں اور سیلاب میں جان سے جانے والوں کی مغفرت فرمائے اور زخمیوں و بے گھر افراد کی مدد فرمائے۔ آمین!

شذرہ: مسلم اتحاد میں تاخیر کیوں؟

نتن یاہو اپنے ’تاریخی‘ اور ’روحانی‘ مشن یعنی گریٹر اسرائیل کے شیطانی منصوبے پر تیزی سے عمل پیرا ہے۔ حالیہ دنوں میں اسرائیل نے قطر، لبنان، شام، تیونس اور یمن میں حملے کر کے درجنوں افراد کو شہید اور سینکڑوں کو زخمی کر دیا۔ اصل منصوبہ جنگ بندی کے لیے پیش کیے گئے ایک امریکی منصوبہ پر غور و خوص کے لیے قطر کے دارالحکومت دوحہ میں موجود حماس کی سیاسی قیادت کو صفحۂ ہستی سے مٹانا تھا۔ لیکن عین وقت پر مخبری ہو گئی اور حماس کی اعلیٰ قیادت نے عمارت خالی کر دی۔ اگرچہ تحریک مزاحمت کے 5 مجاہدین اسرائیلی حملے میں شہید ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے حماس کو ایک بڑے نقصان سے بچا لیا۔ جسے اللہ رکھے، اُسے کون چکھے! دوسری طرف 44 ممالک کی 50 سے زائد چھوٹی، بڑی کشتیوں پر مشتمل گلوبل صمود فلوٹیلا دنیا خصوصاً مسلم ممالک کے ضمیروں پر طمانچے مارتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اسرائیل کم از کم دو بار اس فلوٹیلا پر حملہ کر چکا ہے لیکن فلوٹیلا والے بھی جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسرائیل کے ابلیسی منصوبوں کو روکنے اور اسے منہ توڑ جواب دینے کے لیے تمام مسلم ممالک کو ایک مؤثر عملی اور عسکری اتحاد قائم کرنا ہوگا۔ اگر نیٹو جیسا اسلام دشمن اتحاد بنایا جا سکتا ہے تو مسلم دنیا کیوں مشترکہ عسکری بندوبست نہیں کر سکتی، جس کا بنیادی ایجنڈا اسرائیل کے ظلم کے خلاف تیر بہدف عسکری کارروائی کرنا ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جلد اسرائیل کا ہدف پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور میزائل ٹیکنالوجی کو نقصان پہنچانا ہوگا، لہٰذا ہماری سیاسی اور عسکری قیادتوں کو ہر وقت چوکس رہنا ہوگا۔ کانفرنسوں میں شرکت کرنا اور اسرائیل کے خلاف سخت بیانات دینا نیز مسلم اُمّہ سے اُن کی حفاظت کا بیڑا اُٹھانے کے وعدے کرنا اپنی جگہ اہم ہیں۔ حالیہ پاک سعودی مشترکہ دفاعی معاہدہ یقیناً تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ لیکن ہم یہ نہ بھولیں کہ دشمن کے ہر وار کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ بھرپور عسکری تیاری انتہائی ضروری ہے۔ پھر یہ کہ صہیونی گریٹر اسرائیل کے منصوبہ پر تیزی سے عمل پیرا ہیں؛ ہماری حکومت اور مقتدر حلقوں کو بھی گریٹر خراسان کے منصوبہ کو عملی شکل دینے کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔

بعض اوقات اجتماعی سطح کے عذاب اور مصائب قوموں پر اُن کی اجتماعی بداعمالیوں کی وجہ سے بھی آتے ہیں،

اس کے باوجود بھی اگر ہم نافرمانیوں سے باز نہیں آتے تو پھر ہم کسی بڑے عذاب میں بھی گرفتار ہو سکتے ہیں،

ہم نے اس عہد کی بنیاد پر ملک حاصل کیا تھا کہ اس کو اسلام کا قلعہ بنائیں گے لیکن اس عہد کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام رہے،

راستے صرف دو ہی ہیں، اگر کوئی اللہ کے نظام کو نہیں چاہتا تو وہ لازمی طور پر حزبِ شیطان کی طرف جا رہا ہے،

متفقہ ترجمہ قرآن اتحاد تنظیمات مدارس کے تحت پانچوں بڑے وفاق المدارس کے اتفاق رائے سے ترتیب دیا گیا ہے۔

خصوصی پروگرام ''امیر سے ملاقات'' میں
امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: عالمی سطح پر حالات میں کوئی بہتری آتی ہوئی نظر نہیں آ رہی، اسی طرح ملکی سطح پر بھی حالات خاصے خراب ہیں، ملک سیلاب کی زد میں ہے جس سے بہت بڑے نقصان کا اندیشہ ہے، اس تباہی اور بربادی کے مادی اسباب تو بیان کیے جا رہے ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ کوئی اس کو اللہ کی ناراضگی کے ساتھ جوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾ (النساء:58) ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔''

عہدے اور منصب بھی امانت ہیں۔ آپ یہ بتائیے کہ آج ملکی اور عالمی سطح پر جن حالات کا سامنا ہے کیا وہ اللہ کی نافرمانی کا نتیجہ نہیں ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ دنیا ایک امتحان ہے۔ جو کچھ بھی بیت رہا ہے اس میں ہم سب کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ (الملک: 2) ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

امتحان میں ہمارا رویہ کیا ہوتا ہے اسی پر آخرت میں فیصلے بھی ہونے ہیں۔ قرآن حکیم یہ بھی کہتا ہے کہ:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ (التغابن:11) ''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔''

تقدیر پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ جو کچھ بھی وارد ہو رہا ہے، خیر ہے یا شر ہے، وہ اللہ کے حکم سے ہے، لیکن کئی مرتبہ مصائب انسانوں کے کرتوتوں کی وجہ سے بھی آتے ہیں۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۰﴾ (الشوریٰ) ''اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری خطاؤں میں سے) اکثر کو تو وہ معاف بھی کرتا رہتا ہے۔''

بہت سی باتیں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن جب پکڑنے پر آ جائے تو کوئی ایک جرم بھی وجہ بن سکتا ہے:

''بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب تاکہ وہ اُنہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا، تاکہ وہ لوٹ آئیں۔'' (الروم:41)

ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ کے بندے گناہوں سے باز آ جائیں اور اللہ کی طرف رجوع کر لیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا محاسبہ بھی کریں اور دیکھیں کہ ہم سے کیا غلطیاں ہو رہی ہیں، اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾ (النساء:58) ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو''

بعض اوقات اجتماعی سطح کے عذاب اور مصائب قوموں پر ان کی اجتماعی بداعمالیوں کی وجہ سے بھی آتے ہیں۔ قرآن مجید میں سابقہ قوموں کا ذکر بار بار آتا ہے جن پر عذاب آئے، کسی پر زلزلہ نازل ہوا، کسی کو آندھی اور طوفان نے مٹا دیا، کہیں آسمان سے پتھر برسے اور کوئی قوم سیلاب اور طوفان کی وجہ سے تباہ ہوگئی۔ قرآن مجید نے ان قوموں کے بداعمال کا ذکر بھی کیا ہے جس کی وجہ سے ان پر عذاب آئے، مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جنسی بے راہروی میں مبتلا تھی، فرعون اور اس کی قوم شرک اور ظلم میں ملوث تھے، ہر قوم پر کسی نہ کسی بڑے جرم کی وجہ سے عذاب آیا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ آج دجالی فتنے کی وجہ سے ہماری مادی سطح پر دیکھنے والی آنکھ کھلی ہے جس کی وجہ سے ہمیں مادی اسباب تو نظر آتے ہیں لیکن باطن کی آنکھ بند ہونے کی وجہ سے ہم وحی کی روشنی میں چیزوں کو نہیں دیکھ پاتے۔ محض عقلی توجیہات تک ہی نگاہ محدود رہ جاتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مادی اسباب بھی ہیں، مثال کے طور پر ندی نالوں کے قریب، پانی کے بہاؤ کے راستے میں لوگوں نے مکانات بنا لیے، سوسائٹیاں بنا لیں، ظاہر ہے جب سیلاب آئے گا تو یہ آبادیاں متاثر ہوں گی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اجازت کس نے دی؟ کس نے این او سی جاری کیے؟ ظاہر ہے کہ انتظامی سطح پر نااہلی کا معاملہ بھی ہے۔ گویا ہمارے اپنے اعمال بھی مصائب کا سبب بنتے ہیں اور گناہوں کی پاداش میں بھی عذاب آتے ہیں۔ بعض لوگ سوالات اُٹھاتے ہیں کہ پھر یہ عذاب طبقہ اشرافیہ پر کیوں نہیں آتے جو کہ سب سے زیادہ اللہ کی نافرمانیوں اور ظلم میں ملوث ہے، غریب ہی

کیوں متاثر ہوتے ہیں؟ معاملہ یہ ہے کہ امتحان امیر اور غریب سب کا ہو رہا ہے، مصائب ہر جگہ آتے ہیں البتہ نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ طبقہ اشرافیہ کے لیے بھی کئی مصائب ہیں جن کا اندازہ صرف انہی کو ہے۔ کئی مرتبہ نیک لوگ بھی ان مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں، جیسا کہ سیلاب میں کئی نیک لوگ بھی شہید ہو گئے۔ ان کو بہترین اجر آخرت میں مل جائے گا اور جو گناہگار ہوں گے ان کو بھی ان کے کیے کی سزا مل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ہر بندہ اپنی نیت پر اُٹھایا جائے گا۔

قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝۹۵﴾ (مریم) ”اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اُس کے پاس اکیلے اکیلے۔“

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیک بندہ کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے یا وبا کی وجہ سے دنیا سے چلا گیا، جل کر یا ڈوب کر مر گیا، تو وہ شہید ہے، کوئی خاتون بچے کو جنم دیتے ہوئے انتقال کر گئی تو وہ شہید ہے۔ نیک لوگ اپنی نیتوں پر اٹھیں گے اور اجر پائیں گے۔ البتہ دنیا کے لیے اصول یہ ہے کہ قوموں کے فیصلے قوموں کے اجتماعی اعمال کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ اجتماعی مصائب اور عذاب میں قوموں کے لیے تنبیہ کا سامان بھی ہوتا ہے کہ وہ باز آجائیں اور اللہ کی طرف رجوع کرلیں، اس میں قوموں کی آزمائش بھی ہوتی ہے کہ بندوں کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ اگر اس کے باوجود بھی ہمارے دل نرم نہیں ہوتے، نافرمانیوں سے باز نہیں آتے، اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے تو پھر یہ طرزِعمل آخرت کے دائمی عذاب کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

سوال: اس سیلابی صورتحال سے نمٹنے کے لیے اہلِ پاکستان کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

تنظیم اسلامی: سب سے پہلے تو ہمیں وحی کی روشنی میں صورتحال کو سمجھنے اور اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، عہدے اور ذمہ داریاں اہل لوگوں کو دی جائیں، حکومتی اور انتظامی سطح پر جو کمزوریاں ہیں، ان کو دور کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں، بے گھر ہیں یا جن کا جانی و مالی نقصان ہوا، ان کی مدد کی جائے۔ کوئی غیر مسلم بھی متاثر ہو تو انسان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ اُس کی مدد کریں لیکن بحیثیت مسلمان ہم پر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ قوم کے اندر اس حوالے سے درد اور جذبہ بھی موجود ہے اور بہت سی مثالیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے کہ متاثرین کے لیے دعا بھی کریں۔ پڑوسی ملک افغانستان میں بھی زلزلے سے بہت جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ وہاں بھی امدادی قافلے بھیجے جائیں۔ ہم نے تنظیم اسلامی کے اپنے نظم کے تحت حسبِ توفیق زلزلہ اور سیلاب متاثرین کے لیے تعاون کی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے content کو کمائی کا ذریعہ بنانے اور ردوبدل کرکے شرانگیزی پھیلانے والوں کے خلاف اب FIA کے سائبر کرائم ونگ کے ذریعے نمٹا جائے گا، فہرست اداروں کو فراہم کردی گئی ہے۔

کوشش کی ہے۔ ہم نے تنظیم کے رفقاء کے لیے ہدایات بھی جاری کی ہیں کہ جہاں ممکن ہو اپنے قریبی علاقوں میں متاثرین کی مدد کریں۔ دینی طبقہ اس میدان میں سب سے زیادہ متحرک نظر آرہا ہے۔ دینی جماعتوں کے فلاحی ادارے، مدارس کے طلبہ اور اساتذہ سب امدادی سرگرمیوں میں مصروف نظر آتے ہیں لیکن وہ موم بتی مافیا اور سیکولر طبقہ جو مغربی ایجنڈے کے دفاع میں ہمیشہ چیخ و پکار کرتا ہے، آج جب مسلمان مشکل میں ہیں تو کہیں نظر نہیں آرہا ہے۔ یہ بھی امتحان ہے اور ہر کسی نے حساب دینا ہے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کلپس سوشل میڈیا پر بہت وائرل ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت یوٹیوب پر تقریباً 80 سے 90 ہزار چینلز ڈاکٹر صاحب کا مواد استعمال کررہے ہیں۔ بعض لوگوں نے ڈاکٹر صاحبؒ کی مقبولیت کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو آڈیو، ویڈیو میں ایڈیٹنگ کرکے اور غلط تھمب نیل لگا کر غلط رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: سب سے پہلے تو جو لوگ ڈاکٹر صاحب کی تقاریر کو کٹ پیسٹ کرکے یا غلط تھمب نیل لگا کر غلط رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں، ہم ان کے اس فعل کی مذمت کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ ڈاکٹر صاحبؒ کی دعوت کو کمائی کے لیے استعمال کرتے ہیں، وہ بھی غلط کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ((إن لكل أمة فتنة وفتنة أمتي المال)) ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ یعنی اس اُمت کی سب سے بڑی آزمائش مال کے ذریعے ہوگی۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے زمانے سے ہی ایک اصول طے ہے کہ دینی دعوت کا معاوضہ کسی صورت نہیں لیا جائے گا۔ یہی پالیسی تنظیم نے بھی قائم رکھی ہے اور ہم نے اپنے کسی بھی چینل یا میڈیا کو مونیٹائز نہیں کیا۔ لیکن جیسا کہ آپ نے بتایا کہ 80 سے 90 ہزار یوٹیوب چینل ڈاکٹر صاحبؒ کا content استعمال کررہے ہیں۔ غیر مسلم بھی ڈاکٹر صاحب کو سنتے ہیں۔ اس لیے کچھ لوگوں نے کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے، ہم ایسے لوگوں کو واضح طور پر یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دینی دعوت کو اپنی کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں، جو لوگ باز نہیں آرہے، اُن کے چینلز کو سٹرائیک کرنے کا اختیار ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح جو لوگ ڈاکٹر صاحبؒ کے مواد کو کٹ پیسٹ کرکے اور واہیات قسم کے تھمب نیل لگا کر شرانگیزی پھیلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، ان کے خلاف بھی ہم متعلقہ اداروں میں شکایات درج کروا رہے ہیں۔ البتہ جو لوگ ڈاکٹر صاحبؒ کے content کو بغیر تبدیل کیے اور بغیر کمائی کے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو ایسا کر بھی رہے ہیں، ان سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ پر ہم نے اس حوالے سے بنیادی اصول وضوابط لکھ رکھے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کا اصل content ہم سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور کہیں بھی شرانگیزی والا معاملہ سوشل میڈیا پر نظر آتا ہے تو اس کی اطلاع تنظیم اسلامی کو دی جاسکتی ہے۔ اگلے مرحلے کے طور پر ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ہم شرانگیزی پھیلانے والوں اور کمائی کا ذریعہ بنانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی کریں گے۔ ڈاکٹر صاحبؒ ایک عظیم شخصیت تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کردی۔ ان کی دعوت کو غلط رنگ دینا یا ردوبدل کرکے شرانگیزی پھیلانے کے لیے استعمال کرنا گھناؤنا فعل ہے، ایسے ہر فعل کو اب ان شاء اللہ FIA کے سائبر کرائم ونگ کے ذریعے نمٹا جائے گا۔ پیکا کا قانون اس حوالے سے موجود ہے اور ہم نے کچھ چینلز کی فہرست

ریاستی اداروں کو فراہم بھی کر دی ہے۔

سوال: شیخ الہند نے فرمایا کہ جب میں انگریزوں کی قید میں تھا تو میں نے اُمتِ مسلمہ کے زوال کی وجوہات پر بہت غور کیا۔ دو بنیادی وجوہات میری سمجھ میں آئیں۔ ایک قرآن سے دوری اور دوسری فرقہ واریت۔ میں نے تہیہ کیا کہ رہائی کے بعد عوامی درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کروں گا۔ اُن کا یہ خواب ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے پورا کیا اور ڈاکٹر صاحب کی بھی بڑی خواہش تھی کہ تعلیم و تعلمِ قرآن کا معاملہ مزید عام ہو۔ کچھ سال قبل اس ضمن میں ایک اور خیر کا بہت بڑا کام ہوا کہ قرآن مجید کا متفقہ ترجمہ کیا گیا جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء نے اتفاق کر لیا۔ اس کے کیا ثمرات ظاہر ہوئے اور ہوں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: دی علم فاؤنڈیشن کراچی کا ایک ادارہ ہے جو 2009ء میں قائم ہوا اور 2010ء میں اس ادارے نے متفقہ ترجمہ قرآن پر کام شروع کیا۔ بطور پروگرام ڈائریکٹر میں بھی اس ادارے سے وابستہ ہوں۔ 2010ء میں جب پہلی کتاب شائع ہوئی تو کراچی کے 22 سکولوں میں 2700 طلبہ کو پڑھائی گئی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی اس بات کے قائل تھے کہ مذہبی جماعتوں کو اور مکاتب فکر کو اختلافات کو ایک طرف رکھ کر مشترکات پر جمع ہو جانا چاہیے۔ 2017ء تک 2.5 لاکھ طلبہ کو یہ ترجمہ پڑھایا جا رہا تھا۔ اس وقت تک دیوبندی علماء ہی اس کام کو جاری رکھے ہوئے تھے پھر بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ علماء سے بھی رابطے شروع ہوئے۔ 2017ء میں وفاقی وزیر تعلیم بلیغ الرحمان صاحب نے بھی اس منصوبے کو پسند کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف صاحب سے منظوری لے کر بہاولپور کے سکولوں میں اس ترجمہ کو پڑھانا شروع کیا گیا۔ مئی 2017ء میں اُنہوں نے پانچوں وفاق المدارس سے اس ترجمہ کو منظور کروانے کے لیے ایک کمیٹی بھی بنا دی۔ اسی دوران نیشنل اسمبلی میں ایک بل پاس ہوا کہ گریڈ 1 سے 5 تک ناظرہ قرآن اور گریڈ 6 سے 12 تک ترجمہ قرآن پڑھایا جائے گا۔ ایک سرکاری حکم نامہ جاری ہوا کہ اتحاد تنظیمات مدارس کا متفقہ ترجمہ پڑھایا جائے گا۔ اتحاد تنظیمات مدارس میں پانچ وفاق ہیں: دیوبندی، بریلوی، اہل الحدیث، جماعت اسلامی اور اہل تشیع۔ جنوری 2020ء تک اس کمیٹی کے 20 کے قریب اجلاس ہوئے اور میں علم فاؤنڈیشن کی جانب سے ان اجلاسوں میں شرکت کرتا رہا۔

سوال: کمیٹی کے ارکان پر حکومت کا کتنا پریشر تھا؟

امیر تنظیم اسلامی: حکومت کی جانب سے کوئی پریشر نہیں تھا۔ بریلوی مکتبہ فکر سے علامہ ارشد سعید کاظمی صاحب کمیٹی کے رکن تھے اُن کی 20 منٹ کی ویڈیو ریکارڈنگ موجود ہے جس میں انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا ہے۔ بلیغ الرحمان صاحب تو ایک دو مرتبہ بیس پچیس منٹ کے لیے خیر سگالی کے طور پر آئے تھے۔ وفاقی وزارت تعلیم کی جانب سے ڈاکٹر داؤد شاہ صاحب کوآرڈینیٹر کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔ اصل کام

> **مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کے لیے دینی طبقہ فرنٹ پر نظر آرہا ہے جبکہ وہ موم بتی مافیا اور سیکولر طبقہ جو مغربی ایجنڈے کے دفاع میں ہمیشہ چیخ و پکار کرتا ہے، آج جب مسلمان مشکل میں ہیں تو کہیں نظر نہیں آرہا ہے۔**

5 مکاتب فکر کے علماء کا تھا جو صبح 10 بجے اجلاس میں آتے تھے اور شام پانچ چھ بجے تک ایک ایک آیت اور احادیث پر بحث کرتے تھے اور ان سب کی رائے سے متفقہ ترجمہ قرآن لکھا گیا۔

سوال: کمیٹی کے اس اجلاس کو آرگنائز کون کر رہا تھا؟

امیر تنظیم اسلامی: اجلاس وفاقی وزارت تعلیم کے تحت اس کے اسلام آباد آفس میں ہوتا تھا۔ ساڑھے تین سال میں 20 اجلاس ہوئے۔ 28 جنوری 2020ء کو ان سب علماء نے متفقہ ترجمہ قرآن پر دستخط کر دیئے اور تین صفحات پر مشتمل ایک خط ان تمام علماء کی جانب سے شائع کر دیا گیا۔ ان 7 درسی کتب میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی ہے، سورتوں کا تعارف بھی شامل ہے، پیغمبروںؑ کے واقعات بھی ہیں، اخلاقی اسباق بھی ہیں۔ کئی مقامات پر احادیث کے ترجمے بھی ہیں۔ اب تک وفاقی حکومت، کے پی کے حکومت اور پنجاب حکومت کے تحت گریڈ 6 سے 12 تک پڑھایا جا رہا ہے جبکہ گریڈ 9 سے 12 تک 50 نمبروں کا لازمی پیپر ہو رہا ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ نے بھی تقریباً فیصلہ کر لیا ہے البتہ سندھ حکومت ابھی شش و پنج میں ہے۔ اب تک کی معلومات کے مطابق سوا کروڑ سے زائد طلبہ اس ترجمہ کو پڑھ رہے ہیں۔ 2030ء تک لاکھوں بچے قرآن کا مکمل ترجمہ اور مختصر تشریح پڑھ چکے ہوں گے ان شاء اللہ۔

سوال: ایک اعتراض یہ بھی آیا کہ متفقہ ترجمہ قرآن میں اہل تشیع کی کتب سے بھی ترجمہ اور حوالہ جات لیے گئے ہیں جو کہ اہل سنت کے نزدیک متنازعہ ہیں اور وہ ہمارے بچوں کو پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس ترجمہ کو پاکستان کے پانچوں بڑے وفاق المدارس نے پاس کیا ہے، ان کے نمائندوں کے دستخط موجود ہیں۔ ان پانچوں وفاقوں (اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی، اہل تشیع اور جماعت اسلامی) میں سے کسی ایک وفاق کے علماء کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے۔ صرف ایک مکتبہ فکر کے کچھ لوگ سوشل میڈیا پر اس کو متنازعہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اُن کو جوابات بھی علماء دے رہے ہیں۔ 7 کتب کے 1800 صفحات ہیں۔ جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں انہوں نے ان کتب کو کھول کر مکمل پڑھا بھی نہیں ہو گا۔ یہ لوگ صرف مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ پانچوں وفاق کے علماء کا تین صفحات پر مشتمل خط بھی موجود ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ اصلاح کی گنجائش انسان کے ہر کام میں ہوتی ہے، آئندہ بھی اگر اصلاح کی ضرورت محسوس کی گئی تو اسی فورم پر آئیں گے جہاں ہم نے پہلے اتفاق کیا۔ علامہ ارشد سعید کاظمی صاحب نے بھی اپنے ویڈیو پیغام میں کہا ہے کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو وہ اپنے وفاق کے علماء کے پاس چلا جائے۔ اگر وہ ضرورت محسوس کریں گے تو ہم اجلاس دوبارہ بلا لیں گے۔

سوال: اگر ایک مسلم ملک میں اسلامی نظام نہ ہو تو کیا وہاں سے کسی ایسے ملک میں ہجرت کرنا فرض ہے جہاں اسلامی نظام ہو؟ (عطاالله منیم صاحب صوابی)

امیر تنظیم اسلامی: اگر ایک خطے میں اسلام پر عمل کرنے کے مواقع نظر نہیں آ رہے اور کہیں اور اسلامی نظام قائم ہو تو بالکل جانا چاہیے۔ یہ اصولی جواب ہے لیکن زمینی حقیقت کو اگر دیکھا جائے تو اس وقت دنیا میں افغانستان ایسا ملک ہے جہاں امارت اسلامی قائم ہے لیکن ان کو ابھی اپنے ملک کا مکمل کنٹرول سنبھالنے میں کافی وقت لگے گا۔ دوسری بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ دوسرا ملک آپ کو آنے کی اجازت دے گا بھی یا نہیں۔ یہی سوال ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور میں بھی اُٹھا تھا کہ کیا ہمیں امارت اسلامی افغانستان میں ملا عمرؒ کی بیعت کر لینی چاہیے یا نہیں؟ جواب یہ آیا تھا کہ افغانستان کی سرزمین یہ بوجھ اُٹھانے کے لیے ابھی تیار نہیں لہٰذا آپ اپنے ملک

میں رہ کر دین کی خدمت کیجئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، اس کا نام بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم دوسرے ممالک کی طرف دیکھیں کیوں نہ اللہ سے کیے ہوئے اس عہد کو پورا کریں جس کی بنیاد پر اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا۔ ہم نے عہد کیا تھا کہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور آپ کی گفتگو میں اکثر صہیونی اور الومیناتی وغیرہ جیسے خفیہ نام سننے کو ملتے ہیں۔ یہ دونوں ایک ہیں یا ان میں فرق ہے؟ ان کا اپنا کوئی مخصوص مذہب ہے یا ہر مذہب کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں، ان کا ایجنڈا کیا ہے اور اگر مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں تو ان کی کیا نشانیاں ہیں؟ (محمد فاروق حیدرآباد)

میزبان: الومناتی ایک خفیہ تنظیم ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر سے نامور اور ذہین لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا جائے، ان کی برین واشنگ کی جائے، ان کو پروموٹ کیا جائے، ان کو ایک حیثیت دی جائے تاکہ لوگ ان کو فالو کریں اور پھر ان کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ ان کا ایک پورا پلان ہے جس کے تحت وہ دنیا پر رحمان کے مقابلے میں شیطان کا ورلڈ آرڈر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ صہیونی گریٹر اسرائیل قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ذریعے دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ صہیونی ہر مذہب میں ہو سکتے ہیں جو کہ اسرائیل کے حامی ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی: بنیادی طور پر دنیا میں اصل جماعتیں صرف دو ہی ہیں۔ ایک حزب اللہ اور دوسری حزب شیطان ہے۔ اگر کوئی اللہ کا نہیں ہو رہا، اللہ کے نظام کو نہیں چاہتا، اللہ کے رسولوںؑ کی تعلیمات پر نہیں چل رہا تو وہ لازمی طور پر حزب شیطان کے راستے کی طرف جا رہا ہے۔ آگے حزب شیطان کی مختلف شاخیں ہو سکتی ہیں، ان کے الگ الگ نام ہو سکتے ہیں لیکن ان کا مشن ایک ہی ہے۔ قرآن میں ان منافقین کو بھی حزب شیطان میں شمار کیا گیا ہے جو زبان سے تو کلمہ پڑھتے تھے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے تھے۔

(سورۃ المجادلہ:)

آج ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے اور خود اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین پر عمل پیرا ہیں؟ ایک بندہ اگر اپنے ایمان کی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے، اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے تو ہم اس کو کمزور ایمان والا کہیں گے۔ یہاں پر ایک امکان ہے کہ اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن ایمان کا دعویٰ کرنا اور دین پر عمل نہ کرنا، پھر غلطی تسلیم کرنے کی بجائے جواز پیش کرنا شیطان کا طرزِ عمل ہے جو اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کی بجائے اس پر اڑ گیا اور جواز پیش کرنے لگا۔ ہم سب کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

سوال: تنظیم اسلامی کو بنے 50 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک صرف 10 ہزار افراد شامل ہوئے ہیں۔ اگر رفتار یہی رہی تو آنے والے 50 سے 100 سالوں میں کچھ نہ ہو پائے گا، انقلاب کیسے آئے گا؟ (محمد بلال لاہور)

امیر تنظیم اسلامی: سب سے پہلے تو ہمیں اپنی کمزوری کا اعتراف کرنا چاہیے، ہماری محنت میں کمی ہے، ہماری دعوت میں کمی ہے، ہماری تربیت میں کمی ہے، یہ اعتراف کرنے میں مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح اور بہتر انداز سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اپنی طرف سے بہتر سے بہتر محنت کرنے کے مکلف ہیں باقی نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ اللہ جب چاہے گا تو حالات پیدا کر دے گا۔ انقلابی عمل فصل کو پانی دینے کی طرح ہوتا ہے۔ آپ بیج کو پانی دیتے ہیں، اندر ہی اندر ایک عمل جاری رہتا ہے اور پھر ایک دن کونپل پھوٹتی ہے اور تن آور درخت بن جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے 13 برس تک مکہ میں محنت کی، صرف 125 افراد ایمان لائے، لیکن پھر اگلے چند سالوں میں ہی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی اور اسلام غالب ہو گیا۔ جبکہ کئی انبیاء دنیا میں آئے، انہوں نے بہت محنت بھی کی لیکن دین کو قائم نہ کر سکے لیکن اللہ کے ہاں وہ کامیاب ہیں۔ بحیثیت فرد ہمارا مسئلہ صرف یہ ہے کہ آج اگر میری موت واقع ہو جائے تو میں اللہ کو کیا جواب دوں گا؟ اس احساس کے ساتھ ہم اللہ کے دین کے قیام کے لیے اپنا تن من دھن لگانے کی کوشش کریں باقی نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں تو ہم کامیاب ہیں۔

سوال: نبی اکرم ﷺ کے بعد افضل ترین دور خلفائے راشدین کا دور تھا لیکن صرف حضرت عمرؓ کا دور ایسا تھا جو فتوحات، کامرانیوں اور کامیابیوں سے بھرپور تھا، اس دور میں اسلامی ریاست کی توسیع ہوئی اور انصاف کا بول بالا ہوا جبکہ باقی تینوں خلفائے راشدین کا دور اندرونی فتنوں اور انتشار کا دور رہا اور بالآخر کہانی کربلا کے واقعے پر منتج ہوئی۔ کیا ہم صرف عبداللہ بن سبا پر الزام دے کر اپنا دامن چھڑا سکتے ہیں؟ حالانکہ ایسے صحابہ کرامؓ موجود تھے جو آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، ان میں عشرہ مبشرہ بھی تھے، ان کے ہوتے ہوئے کربلا جیسا حادثہ کیسے ہو گیا؟ (محمد مجاہد لاہور)

امیر تنظیم اسلامی: یہ زندگی امتحان ہے، اس امتحان سے صحابہ کرامؓ بھی گزرے ہیں اور پوری اُمت گزرے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی علاقے میں انقلاب آتا ہے تو اس کے ردعمل میں کاؤنٹر ریولوشنز بھی آتے ہیں۔ خاص طور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور کاؤنٹر ریولوشنری فورسز سے نمٹنے میں گزرا ہے۔ اس کے نتیجے میں جو استحکام آیا اس کی بدولت حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی ریاست نے خوب ترقی کی۔ حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دور میں بھی استحکام اور ترقی کا عمل جاری رہا، بحری بیڑے آپ کے دور میں تیار ہوئے، فتوحات کا تسلسل بھی جاری رہا۔ لیکن کاؤنٹر ریولوشنری فورسز پھر متحرک ہو گئیں کیونکہ روم اور فارس جیسی بڑی سلطنتیں فتح ہو چکی تھیں اور اب وہاں سے ردعمل آنا شروع گیا تھا۔ یہ تمام کاؤنٹر ریولوشنری فورسز عبداللہ بن سبا اور خوارج جیسے فتنوں کے ساتھ مل کر دوبارہ انتشار اور فتنوں کا سبب بن گئیں۔ اسی وجہ سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علیؓ جیسے کبار صحابہ کی شہادتیں ہوئیں اور پھر کربلا کا سانحہ بھی پیش آیا۔ حضرت حسینؓ جنگ کے ارادے سے نہیں گئے تھے، اگر جنگ کے لیے جاتے تو اپنے ساتھ فیملی اور بچوں کو نہ لے کر جاتے، جن صحابہ کرامؓ نے رخصت کا پہلو اختیار کیا، ہم ان کو بھی اخلاص پر ہی سمجھتے ہیں۔ بہرحال خلفائے راشدین کے دور میں جب اسلامی ریاست پھیلی اور قیصر و کسریٰ جیسی سپر پاورز سرنگوں ہو گئیں تو ظاہر ہے اس کے ردعمل کے طور پر کاؤنٹر ریولوشنز بھی آئے اور اس کے نتیجہ میں تین خلفائے راشدین سمیت کبار صحابہؓ کی شہادتیں بھی ہوئیں۔ خلفائے راشدین کا دور ہمارے لیے آئیڈل دور ضرور تھا مگر اسلامی فتوحات اس کے بعد بھی جاری رہیں، خلافت کا نظام 1924ء تک قائم رہا۔ اس خلافت کی بدولت مسلمانوں کی مرکزیت موجود تھی۔ اس مرکزیت کے ختم ہونے کی وجہ سے آج اُمت تقسیم در تقسیم، افتراق اور انتشار کا شکار ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس مرکزیت کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ ۞۞۞

ڈاکٹر اسرار احمدؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کا قیام اللہ کا خاص منصوبہ ہے، اُس نے پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا ہے، وہی ساری باتیں آج سامنے آرہی ہیں: آصف حمید

پاک سعودی مشترکہ دفاعی معاہدہ ایک تاریخی پیش رفت ہے۔ اب اِسے آگے بڑھا کر دیگر مسلم ممالک کو بھی اس معاہدے میں شامل کیا جائے: رضاء الحق

اسلامی سربراہی کانفرنس: توقعات اور نتائج کے موضوع پر

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

سوال: قطر پر اسرائیلی حملے کے بعد مسلم ممالک کی جانب سے کچھ ردعمل سامنے آیا ہے۔ کیا اسرائیلی جارحیت کے ردعمل کے طور پر مسلم ممالک متحد ہوجائیں گے؟

آصف حمید: اسرائیلی حملے کے بعد قطر کی جانب سے دوحا میں کچھ مسلم ممالک کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا گیا جس میں پاکستان اور سعودی عرب کے حکمران بھی شامل ہوئے۔ اگرچہ کچھ مسلم ممالک کے سربراہان شامل نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود بھی خوشی ہے کہ کچھ مسلم ممالک نے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر کسی عزم کا اظہار کیا۔ 25 نکاتی قرارداد بھی پیش کی گئی۔ پاکستانی وزیراعظم نے بھی تقریر کی، ترکیہ اور ایران کی جانب سے بھی شرکت ہوئی، اسرائیلی جارحیت کی مذمت بھی کی گئی لیکن اسرائیل کے خلاف کسی عملی اقدام کی بات اب تک سامنے نہیں آئی اور نہ ہی غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف کوئی بات کی گئی۔ البتہ قطر کے امیر نے ہمت کرتے ہوئے وہی بات کہی ہے جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ برسوں سے کہتے آئے تھے کہ صہیونیوں کا منصوبہ گریٹر اسرائیل کا قیام ہے اور اس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک کی خودمختاری اور سالمیت خطرے میں ہے۔ کافی عرصہ بعد مسلم ممالک اکٹھے ہوئے تھے تو امید تھی کہ اسرائیلی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کی بات کی جائے گی۔ بجائے اس کے امریکہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا کہ اس نے امن کے لیے بڑی کوششیں کی ہیں حالانکہ امریکہ کھل کر اسرائیل کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اسی طرح اہل غزہ کی مدد کے لیے گلوبل صمود فلوٹیلا کے نام سے جو امدادی قافلہ غزہ کی جانب رواں ہے، اجلاس میں اگر اس قافلے کی حمایت کی جاتی اور اعلان کیا جاتا کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے تو بہت اچھا ہوتا لیکن اس کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف عالمی برادری سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اسرائیل پر معاشی پابندیاں عائد کرے۔ بظاہر یہ اجلاس بھی روایتی قسم کا اجلاس تھا جس سے اسرائیل اور امریکہ کو کوئی سخت پیغام نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی جوابی کارروائی کا اعلان کیا گیا۔ اسی طرح وہ مسلم ممالک جنہوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہوا ہے، جیسے اُردن، متحدہ عرب امارات، مراکش وغیرہ اُن کی جانب سے بھی کوئی اعلان نہیں ہوا کہ اسرائیل سے تعلقات کو معطل کیا جائے۔ اسی طرح وہ مسلم ممالک جن کے اسرائیل کے ساتھ غیر سفارتی اور تجارتی تعلقات ہیں جیسے ترکیہ، آذربائیجان، انڈونیشیا، موریطانیہ، سعودی عرب اور قطر وغیرہ ان کی جانب سے بھی کوئی باقاعدہ اعلان نہیں کیا گیا کہ اسرائیل سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کیے جائیں گے۔ بہرحال جو اُمید تھی کہ 17 اکتوبر 2023ء کے بعد سے اسرائیل مسلمانوں پر جو ظلم کر رہا ہے اس کا بھرپور جواب دیا جائے گا، ایسا کچھ اعلان نہیں ہوا۔ اصل وجہ وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ عنقریب قومیں تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے پر دعوت دی جاتی ہے۔ پوچھا گیا کہ کیا اُس وقت مسلمان تعداد میں کم ہوں گے۔ فرمایا: تم تعداد میں بہت زیادہ ہوگے مگر تمہاری مثال سمندر پر جھاگ کی مانند ہوگی، اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن کی بیماری ڈال دے گا۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ وہن کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ آج دنیا میں دو ارب مسلمان اور 57 مسلم ممالک ہیں لیکن خوف اتنا ہے کہ ٹرمپ جب عرب ممالک کے دورے پر آیا تھا تو اس کو اربوں ڈالرز کے تحائف صرف بھتے کے طور پر دیئے گئے کہ وہ اُن کی کرسی اور اقتدار کو بچائے۔ لیکن ٹرمپ نے ان بھتہ وصولیوں کے بعد بھی عرب ممالک کو اسرائیلی حملوں سے نہیں بچایا۔ اس وقت بھی مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حالیہ اجلاس کا اُمت مسلمہ کو کوئی اجتماعی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: یو این او کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں پاکستانی مندوب نے کھل کر اسرائیل کی مخالفت کی ہے۔ پھر پاکستانی وزیراعظم بھی فوری طور پر قطر گئے، قطر سے اظہار یکجہتی کیا اور اعلان بھی کیا کہ ہم قطر کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اسی طرح اسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی وزیراعظم پاکستان نے کہا کہ اسرائیل کی اقوام متحدہ میں رکنیت کو معطل کیا جائے۔ کیا پاکستانی حکومت کا ایسا کرنا آ بیل مجھے مار والی بات نہیں ہوجائے گی؟

رضاء الحق: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح فرمایا ہے کہ:

﴿وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ﴾ (البقرہ:120) ”اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپؐ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔“

آج پروٹسٹنٹ عیسائی خاص طور پر صہیونیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اس میں امریکہ اور برطانیہ سمیت یورپ کے عیسائی بھی شامل ہیں۔ جب قطر پر حملہ ہوا تو برطانیہ کا جہاز قطر سے نکلا اور اسرائیلی طیاروں کو ایندھن فراہم کرنے کے بعد دوبارہ قطر چلا گیا اور اس کے بعد اسرائیلی طیاروں نے بمباری کی۔ مسلم حکمران جتنا بھی یہود و نصاریٰ کو خوش کرلیں وہ کبھی ان کے نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان کی ملت کی پیروی نہ کرلیں۔ اس وقت کچھ عرب ممالک ان جیسے بننے کی کوشش کر رہے ہیں، انہوں نے اسرائیل کو تسلیم بھی کیا ہے،

ان کی تہذیب بھی اختیار کی جا رہی ہے۔ دوبئی تو یورپ سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ محمد بن سلیمان کا ویژن 2030ء بھی مغربی تہذیب کی پیروی کا پلان ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی سالمیت خطرے میں ہے۔ لہٰذا عرب ممالک کو سمجھ جانا چاہیے کہ اسرائیل کے خلاف متحد ہو کر اقدام کرنا اُن کی اپنی سالمیت کے لیے ناگزیر ہے لیکن اسلامی سربراہی کانفرنس میں ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ امریکہ اسرائیل کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ کے خلاف کوئی بات نہیں کی گئی۔ مذاکراتی عمل بھی اب ختم ہو چکا ہے، اسرائیل نے اعلان کر دیا ہے کہ حماس کی اعلیٰ قیادت اور مجاہدین جس ملک میں بھی ہوں گے وہاں وہ حملہ کرے گا۔ صہیونیوں کے گریٹر اسرائیل کے منصوبہ کی وجہ سے عرب ممالک کی سلامتی خطرے میں ہے۔ غزہ میں اب اُس نے باقاعدہ اپنی افواج کو داخل کر دیا ہے۔ غزہ کے 40 فیصد علاقے پر اس کا قبضہ ہو چکا ہے۔ کسی مسلم ملک نے ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ البتہ کچھ یورپی ممالک نے عملی قدم اٹھائے ہیں۔ سپین نے اسرائیل پر کچھ پابندیاں لگائی ہیں، سارے معاہدے بھی ختم کر دیئے ہیں اور کہا ہے کہ ہماری بندرگاہوں سے ایسا کوئی جہاز نہیں گزرے گا جو اسلحہ لے کر اسرائیل جا رہا ہو۔ سپین کے وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں واضح کہا کہ اسرائیل دفاع کی جنگ نہیں لڑ رہا بلکہ نہتے اور مظلوم فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ پاکستان کی جانب سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں فلسطین کے حق میں اچھے بیانات سامنے آئے، اسی طرح پاکستانی وزیر اعظم نے قطر کا دورہ کیا اور اچھے بیانات بھی دیئے لیکن عملی اقدامات نہیں کیے گئے، اس لیے آ بیل مجھے مار والی کوئی بات نہیں ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کو معلوم ہے کہ یہ باتوں سے آگے بڑھ کر کچھ نہیں کرتے۔ اہل غزہ کی مدد کے لیے گلوبل صمود فلوٹیلا کے نام سے جو امدادی قافلہ غزہ کی جانب بڑھ رہا ہے، اس کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ 2012ء میں بھی اسی طرح کا امدادی قافلہ گیا تھا لیکن اسرائیل نے قافلے میں شامل تمام لوگوں کو گرفتار کرلیا تھا اور امدادی سامان اہل غزہ تک نہیں پہنچنے دیا تھا۔ اگر اہل غزہ امدادی سامان کے پاس جمع ہوتے ہیں تو اُن پر بھی فائرنگ کر دی جاتی ہے، حتیٰ کہ جنازوں پر بھی فائرنگ کی جا رہی ہے۔ میزائل اور ڈرونز کے ذریعے بھی بمباری کی جا رہی ہے۔ اب مغربی کنارے پر بھی قبضے کرنے کا منصوبہ ہے اور امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو نے اپنے حالیہ دورۂ اسرائیل کے دوران اس منصوبہ کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ اس نے اسرائیل میں یہودی عبادت میں بھی حصہ لیا۔ دراصل یہ سب لوگ مل کر دجال کی عالمی حکومت کے لیے کام کر رہے ہیں۔

آصف حمید: پورے عالم اسلام سے اسرائیل کے خلاف جن ممالک سے شدید ردعمل آیا ہے ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔ پاکستانی وزیراعظم نے اپنے دورہ قطر کے دوران اور پاکستانی مندوب نے اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف سخت ردعمل دیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب بھی پاکستان کے خلاف بھارت کوئی جنگی چال چلتا ہے تو اسرائیل اس میں شامل ہوتا ہے، را اور موساد کا گٹھ جوڑ بھی سب کا سامنے ہے۔ پاکستان کے خلاف سرگرم دہشت گرد گروہوں کی فنڈنگ میں بھی اسرائیل ملوث ہے۔ ایک طرح سے اسرائیل پاکستان کے خلاف میدان جنگ میں ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ عرب ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات ٹھیک کرے اور عرب ممالک کو بھی چاہیے کہ وہ انڈیا یا امریکہ کی وجہ سے پاکستان سے تعلقات خراب نہ کریں بلکہ پاکستان کے ساتھ مل کر ایک عسکری اتحاد بنائیں اور اپنے دفاع کو مشترکہ طور پر مضبوط کریں کیونکہ پاکستان ایک بہترین عسکری اور ایٹمی قوت ہے جس نے حالیہ پاک بھارت معرکہ میں خود کو ثابت بھی کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان اپنے دفاع کی بھرپور تیاری کر رہا ہے جیسا کہ قرآن میں حکم بھی ہے: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (الانفال:60) ''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک''

> **ٹرمپ نے عرب حکمرانوں سے کھربوں ڈالرز کی بھتہ وصولی کے بعد بھی اُن کو اسرائیلی جارحیت سے نہیں بچایا۔ لہٰذا عرب ممالک کو اب غفلت سے جاگ جانا چاہیے اور متحد ہو کر اپنا عسکری اتحاد بنانا چاہیے۔**

عرب ممالک نے اس حکم الٰہی کے خلاف کام کیا، عیاشیوں میں دولت خرچ کی اور اپنے دفاع اور سلامتی کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔ اب انہیں شاید اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے پاکستانی وزیراعظم کے حالیہ دورہ کے موقع پر سعودی عرب میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا ہے۔

سوال: ایران نے اسرائیل کے خلاف مسلم ممالک کا مشترکہ آپریشن روم بنانے کی تجویز دی ہے۔ کیا یہ تجویز قابل عمل ہے؟

آصف حمید: اگر عالمِ اسلام کے خلاف نیٹو کا اتحاد بن سکتا ہے تو مسلم ممالک متحد ہو کر اپنا عسکری اتحاد کیوں نہیں بنا سکتے۔ مسلم اُمّہ کا سب سے بڑا نقصان مغرب کی divide and rule پالیسی کی وجہ سے ہوا ہے۔ مغرب نے فرقہ وارانہ بنیادوں پر مسلم دنیا کو تقسیم کر کے اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔ خاص طور پر اسرائیل کو اس کا بہت فائدہ ہوا۔ اس وقت بھی وہ غزہ پر قبضے کی تیاری کر رہا ہے اور اسے روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان حالات میں ایران کی طرف سے جو تجویز آئی ہے اس پر مسلم ممالک کو غور کرنا چاہیے۔ نتن یاہو جو ظلم کر رہا ہے اس کو وہ اپنا روحانی مشن قرار دے رہا ہے۔ جبکہ مسلمان حق پر ہونے کے باوجود بھی اکٹھے نہیں ہوتے تو پھر ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اگر اسرائیلی اپنے تئیں مذہبی مشن پر گامزن ہیں تو مسلمانوں کو بھی اپنے دین کو تھام لینا چاہیے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس کے برعکس کر رہے ہیں، سودی نظام اور غیر شرعی قانون سازی کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اللہ کو ناراض کیا ہوا ہے۔ اب بھی اگر اپنی اصلاح کر لیں تو نجات ممکن ہے۔ وقت تیزی سے End Times کی طرف بڑھ رہا ہے۔ 30 سال قبل ڈاکٹر اسرار احمدؒ جو باتیں کرتے تھے وہ اجنبی معلوم ہوتی تھیں لیکن آج وہ سب چیزیں سامنے آ رہی ہیں۔ اب بھی اگر مسلم حکمرانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو ایک ایک کر کے سارے مسلم ممالک تباہ کر دیئے جائیں گے۔ احادیث میں خراسان کا ذکر ہے کہ یہاں سے اسلامی فوجیں جائیں گی اور دجال کے لشکر کے خلاف لڑیں گی۔ ہمیں مستقبل کے اس منظر نامہ کو سامنے رکھ کر اپنی تیاری کرنی چاہیے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس حوالے سے فرماتے تھے کہ افغانستان، ایران اور پاکستان کو مل کر ایک بلاک بنانا چاہیے کیونکہ خراسان کا تعلق اسی خطہ سے ہے۔

سوال: ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ عنقریب نیٹو کی طرز پر مسلم ممالک کا عسکری اتحاد بننے جا رہا ہے۔ اگر کوئی ایسا اتحاد بنتا ہے تو اس کو لیڈ کونسا مسلم ملک کرے گا؟

رضاء الحق: یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ 1924ء میں نظام خلافت کے انہدام کے بعد سے عالم اسلام چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہے اور اس کا فائدہ اسرائیل اور مغرب نے اٹھایا ہے۔ ایک تو شیعہ سنی کی تقسیم پیدا کر کے عرب اور ایران کو مدمقابل لا کھڑا کیا گیا۔ پھر عرب اور ترک کی تقسیم پیدا کی گئی۔ لیکن اب صورتحال سب کے سامنے ہے، ایران پر بھی اسرائیل نے حملہ کیا اور قطر پر بھی کیا۔ اب ان کو متحد ہو جانا چاہیے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسلم حکمران اپنی خواہشات اور اپنی کرسی پر اُمت اور دین کو ترجیح دیں گے؟ کیا کسی دوسرے مسلم ملک کی قیادت کو تسلیم کر لیں گے؟ کون اپنی جگہ چھوڑنے کے

لیے تیار ہوگا؟ پاکستانی وزیراعظم کا عرب میں بہت اچھا استقبال ہوا ہے۔ پھر یہ کہ پاکستان اور سعودی عرب نے مشترکہ دفاعی معاہدے پر دستخط بھی کیے ہیں جو کہ ایک تاریخی قدم ہے۔ اس سے پہلے پاکستان کے نائب وزیراعظم یہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کی ایٹمی قوت عالم اسلام کی قوت ہے جو کہ خوش آئند ہے۔ لیکن دوسری طرف امریکہ کی جانب سے پاکستان کا بازو مروڑنے کی تیاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ امریکن ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز میں پاکستان فریڈم اینڈ اکاؤنٹیبلٹی کے نام سے ایک بل پیش کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کی سول اور ملٹری بیوروکریسی کے اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگوں کا محاسبہ کیا جائے کہ انہوں نے جمہوریت اور انسانی حقوق کی کونسی خلاف ورزیاں کی ہیں اور پھر ان پر پابندیاں لگائی جائیں۔ گویا پاکستان کو لگام ڈالنے کے لیے چارج شیٹ تیار ہونا شروع ہو چکی ہے۔ دوسری طرف اسرائیلی وزیر خزانہ بھارت کے دورے پر تھے اور انہوں نے بھارت کے ساتھ دفاعی معاہدے بھی کیے ہیں جن میں سب سے زیادہ زور سائبر سکیورٹی کے معاہدوں پر دیا گیا ہے۔ یعنی پاکستان کے خلاف بھارت کو مضبوط کیا جا رہا تاکہ دوبارہ پاکستان پر جنگ مسلط کی جا سکے۔ مغربی پریس میں شائع ہونے والے ایک حالیہ مضمون میں بحث کی گئی ہے کہ اسرائیل کا اگلا ہدف ترکیہ، مصر یا سعودی عرب ہوگا۔ گویا اسرائیل پاکستان کے خلاف براہ راست نہیں لڑے گا کیونکہ پاکستان ایٹمی قوت ہے لیکن بھارت کے ذریعے جنگ مسلط کی جائے گی۔ کچھ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ نومبر میں پاکستان پر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔

آصف حمید: ڈاکٹر اسرار احمدؒ اکثر فرمایا کرتے تھے پاکستان کا قیام اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے اور اس کا قائم رہنا بھی ایک معجزہ ہے۔ حالیہ پاک بھارت جنگ کے بعد پاکستان کے ارباب واختیار بھی اس بات کو مانتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا منصوبہ ہے، وہ ساری باتیں آج سامنے آ رہی ہیں۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اپنی عسکری قوت کو مزید بڑھائے اور مزید تیاری کرے۔ اب شاید وہ وقت آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے کوئی عظیم کام لے۔ اللہ کے منصوبے کو اللہ ہی جانتا ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٥٤﴾﴾

(آل عمران) ”اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔“

7 اکتوبر 2023ء کے بعد جب اسرائیل نے غزہ پر بمباری شروع کی تھی تو بعض لوگ یہ بھی کہتے نظر آئے کہ ہو سکتا ہے کہ حماس کے حملے کے پیچھے اسرائیل کی منصوبہ بندی ہو تاکہ بہانہ بنا کر غزہ پر قبضہ کر سکے۔ لیکن ہمیں حماس کے مجاہدین کے اخلاص پر کوئی شبہ نہیں تھا اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس حملے کی وجہ سے اسرائیل دنیا میں عوامی سطح پر نفرت کا استعارہ بن چکا ہے۔ حتیٰ کہ غیر مسلم بھی اسرائیل سے نفرت کر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں جو نسلیں اب پروان چڑھیں گی اُن میں اسرائیل سے نفرت بڑھتی جائے گی کیونکہ اُنہوں نے اسرائیل کا اصل مکروہ چہرہ دیکھ لیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ پتھر اور درخت بھی یہودیوں کے خلاف بولیں کہ اے مسلمان! یہودی میرے پیچھے چھپا ہے اس کو قتل کر دو۔ اس طرح کبھی شر سے بھی خیر کا پہلو نکل آتا ہے۔ اسرائیلی کے اقدامات کی وجہ سے اب مسلم ممالک بھی متحد ہونے کا سوچ رہے ہیں۔

سوال: چین اور روس جیسی بڑی طاقتیں غزہ، قطر، شام، یمن، تیونس وغیرہ پر اسرائیلی جارحیت کو کس نظر سے دیکھ رہی ہیں؟ اگر مسلم ممالک کا عسکری اتحاد بنتا ہے تو کیا وہ اُن کا ساتھ دیں گی؟

آصف حمید: چین اور روس دیکھ رہے ہیں کہ مسلم ممالک خود کچھ نہیں کر رہے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے۔ چین اس وقت اکنامک وار فیئر میں دنیا کو لیڈ کر رہا ہے۔ اس لیے فی الحال وہ کسی جنگ میں کودنا نہیں چاہتا۔ روس آرتھوڈاکس عیسائیوں کا ملک ہے جو پروٹسٹنٹ امریکہ اور یورپ سے اختلاف رکھتا ہے۔ یوکرین میں ان دونوں فریقین کے درمیان جنگ بھی چل رہی ہے۔ روس کی ذہنی وابستگی نہ امریکہ اور یورپ کے ساتھ ہے اور نہ ہی اسرائیل کے ساتھ ہے۔ کیتھولک عیسائیوں کی بڑی تعداد بھی اسرائیل کے خلاف ہے۔ یہ سب دیکھ رہے ہیں کہ اگر مسلم ممالک ہمت کریں تو وہ بھی اسرائیل کی مخالفت میں کھڑے ہوں گے۔ حدیث میں بھی پیشین گوئی موجود ہے کہ آخری زمانے میں عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی پیروی میں اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ صلیب کو توڑ دیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم ممالک ہمت کریں اور اسرائیل کے خلاف کھل کر بولیں۔

سوال: مسلم ممالک متحد ہو کر کیا اقدامات کریں کہ مظلوم فلسطینی مسلمانوں کو ان کا حق مل جائے اور صہیونی ریاست اپنے انجام کو پہنچ جائے؟

رضاء الحق: سب سے پہلے تو گلوبل صمود فلوٹیلا کے نام سے جو امدادی قافلہ غزہ روانہ ہوا ہے، تمام مسلم ممالک کھل کر اس کو سپورٹ کریں۔ اس کی حفاظت اپنی فضائیہ کے ذریعے کریں۔ اتحاد اُمت کی کوششوں کو تیز کیا جائے۔ پاک سعودی عرب مشترکہ دفاعی معاہدہ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسروں کو بھی ساتھ ملائیں۔ مستقبل کی اپنی خارجہ پالیسی قرآن وحدیث کی روشنی میں ترتیب دی جائے۔ اسلام کو بطور دین نافذ کیا جائے تاکہ ہمارا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام اسلام کے مطابق ہو۔ خراسان کے حوالے سے جو احادیث موجود ہیں ان کی روشنی میں مستقبل کی تیاری کی جائے۔ مسلکی اور علاقائی اختلافات کو بھلا کر اُمت کی سطح پر متحد ہونے کو ترجیح دی جائے۔

آصف حمید: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾﴾

(آل عمران) ”اور تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شرط لگا دی گئی ہے کہ اگر ہم ایمان والے ہوئے تو ہم فاتح ہوں گے۔ لہٰذا تمام مسلمان اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ امریکہ سمیت جو دنیوی بت ہم نے بنائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اگر اسرائیل اپنی جنگ مذہبی سمجھ کر لڑ رہا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ باطل پر ہیں تو ہم حق پر ہونے کے باوجود اپنی جنگ مذہبی بنیادوں پر کیوں نہیں لڑ رہے؟ مسلم ممالک اسرائیل سے سفارتی اور تجارتی معاہدے ختم کر دیں اور اس پر معاشی پابندیاں عائد کریں۔ اسرائیل کے لیے اپنی فضائی حدود بند کر دیں۔ اسرائیل واضح اعلان کر رہا ہے کہ وہ جہاں چاہے گا حملہ کرے گا۔ پھر اسرائیل کا سیمسن پلان یہ ہے کہ اگر وہ سمجھے گا کہ اس کے عزائم مکمل نہیں ہو رہے تو وہ نیوکلیئر وار شروع کر دے گا۔ یعنی وہ پورے مڈل ایسٹ کو آگ لگا دے گا۔ لہٰذا عرب ممالک کو اب جاگ جانا چاہیے۔ صرف زبانی مذمت تک محدود نہ رہیں بلکہ متحد ہو کر عملی اقدام کریں۔ ۞۞۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشرواشاعت وترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع وبصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد باجوہ: نائب ناظم شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

گرا ہے جس بھی خاک پر قیامتیں اُٹھائے گا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکہ کی چالبازی، عہد شکنی، کھلے جھوٹ، دغا، فریب کے گھنے سیاہ سائے تلے اسرائیل نے اپنی ڈھٹائی اور بے حیائی سے لڑی جانے والی ہولناک غزہ جنگ سے عملاً دنیا بھر میں فرد فرد کو نفرت سے بھر دیا ہے۔ نہ صرف یہ دونوں ممالک، بلکہ ان کے سبھی شراکت کار، افراد، قومیں، ادارے دنیا بھر کے عوام نے تاک رکھے ہیں۔ اس کا اظہار ہر سطح پر ہو رہا ہے۔ فلمی ایوارڈ کی تقریبات ہوں، کھیلوں کے میدان، تعلیمی ادارے، ہوٹل، ریسٹورانٹ، ہر جگہ فلسطینی پرچم پہنچ جاتے ہیں۔ دنیا میں کپڑے کی سب سے زیادہ کھپت فلسطینی جھنڈوں میں ہوتی لگ رہی ہے! اس جنگ کے سارے 'ویلن' اب بازی ہاتھ سے نکلتی دیکھ کر نت نئے گر آزما رہے ہیں۔ ٹرمپ زبان بدل بدل کر صفائیاں پیش کرتا ہے۔ قطر کا جہاز جو اس بدمعاشِ اعظم کو ذاتی استعمال کے لیے تحفہ دیا گیا تھا، 400 ملین ڈالر کا، اب اس میں بیٹھتے وہم تو اُٹھتے ہوں گے، سوئیاں تو چبھتی ہوں گی۔ مسلمانوں کا ہوائی جہاز ہے قلابازی نہ کھا جائے۔ یہ منظر دیکھیے، تین قاتل شیاطین کا۔ اسرائیل (یعنی فلسطین) میں امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو، اسرائیل میں امریکی سفیر مائیک ہکابی اور نیتن یاہو، دیوارِ گریہ پر مسکین بنے، ٹوپیاں پہنے، سر جھکائے اپنے عقیدے میں (شاید دجال کے آگے) گریہ زاری کر رہے ہیں! 'ہم برے پھنسے ہیں نئے کرتب سمجھا دے۔' یہ امریکی حکومت کے نمائندے ہیں؟

دنیا کے ہر ملک، ہر کونے کھدرے میں، ہر زبان میں یکساں نعرے اُن کے کان پھاڑے دے رہے ہیں۔ اسرائیل کے لیے موت، نسل کشی، قتل عام اور جنگ کا خاتمہ۔ جس پر یہ جنگ تیز ترین کر کے جلد از جلد اپنے مذموم ترین، ملعون مقاصد پورے کرنا چاہ رہے ہیں۔ 72 گھنٹے میں غزہ کی 200 رہائشی بلڈنگوں کا تباہ کیا جانا۔ ٹینٹوں کی کسمپرسی کے باوجود 350 ٹینٹ نشانے پر لینا۔ آٹھ سب سے بڑے ٹاور تباہ کر دیئے۔ بلند بانگ دعوؤں، وعدوں سے کیے ابراہمی معاہدے قطر پر بمباری سے نذرِ آتش کر دینا۔ یعنی یہ وقعت ہے تم سے ہمارے عہد، معاہدوں اور امریکہ کے موعودہ تحفظ، دوستی، سلامتی کی! ردعمل ہر سطح پر شدید ہے۔ عرب ممالک کلبلا رہے ہیں، بھنا اٹھے ہیں، خلیج میں زلزلہ آ گیا ہے۔ ایک امریکی نے کہا: اگر قطر میں پسلی ہوتی تو ملک سے امریکی فوج کو نکال پھینکتا۔ تاہم قطر میں خلیجی ریاستوں کی روش کے برعکس ایک غیر معمولی بڑا مظاہرہ ہوا جس میں اسرائیل کو جواب دینے کا مطالبہ ہوا۔ دوحہ میں عرب اور اسلامی ممالک کا ہنگامی اجلاس کا انعقاد ہوا۔

افراد کی سطح پر امریکہ، اسرائیل، فار رائٹ یعنی سفید فام نسل پرست (دہشت گرد، مسلمان دشمن اتحادیوں) سے نفرت کا مظہر چارلی کرک کا قتل ہے۔ جس نے ان تینوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کرک، دائیں بازو کا انتہائی انتہا پسند، ٹرمپ کا قریب ترین ساتھی، 2024ء کے انتخابات میں اسے جتوانے میں اہم ترین کردار، ملک بھر میں 850 یونیورسٹیوں میں شاخیں ہیں اس کی تنظیم کی۔ غزہ میں اسرائیلی جرائم، بچوں کے قتل کو بھی زندگیوں کے تحفظ کے لیے اسرائیل کا حقِ دفاع قرار دیتا رہا۔ مسلمانوں کے خون کا پیاسا، سفید فام برتری اور فار رائٹ انتہا پسندانہ تصورات کا پرچارک۔ عین وہی سوچ جو نیوزی لینڈ کی مسجد میں لائیو کیمرے پر نمازیوں پر گولیاں برسانے والے فار رائٹ رکن کی تھی۔ ٹرمپ نے امریکی جھنڈا سرنگوں کروایا۔ اُسے آئندہ امریکی صدارت کے لیے تیار کیا جا رہا تھا کہ 22 سالہ ٹائیلر رابنسن نے تاک کر نشانے پر لیا۔ اس کی گولی کے کور پر 'او فاشسٹ' اور دوسری گولی کے کور پر بھی فاشزم مخالف نعرے کا ایک ٹکڑا لکھا تھا جو ان دنوں آن لائن مقبول تھا۔ (دنیا امریکی، اسرائیلی، سفید فام برتری، انتہا پسندی بھرے قہر و ظلم سے شدید متنفر ہے۔) اس قتل پر رابرٹ کارٹر نے لکھا: "کرک نے اپنی زندگی اسلام کے خطرات کے خلاف متنبہ کرتے گزار دی اور وہ سفید فام عیسائی کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ کیسی دنیا ہے یہ!" یہ دنیا اسرائیل، امریکہ اور ٹرمپ، کرک، ایلون مسک جیسے فار رائٹ انتہا پسندوں نے خونِ مسلم کی ندیاں بہا کر بنائی ہے! ان کا آلہ کار نیتن یاہو ہے صیہونیوں کا نمائندہ۔ اُس خونریزی کے ردعمل میں دنیا اب لرزہ براندام ہے تو یہ گھبرا اُٹھے ہیں۔

گرا ہے جس بھی خاک پر قیامتیں اٹھائے گا
یہ سرخ سرخ، گرم گرم، تازہ نوجواں لہو

سیاسی معاشی تجارتی سطح پر مغرب کے لیے ایک خاموش چیلنج، شنگھائی کو اپریشن آرگنائزیشن (SCO) کی صورت اُبھرا ہے حالیہ اجلاس میں۔ بیس سربراہانِ مملکت اور بین الاقوامی تنظیموں کے سربراہوں کی شرکت اور چین کا تقریباً ایک متبادل ورلڈ آرڈر کا منظر دنیا کو دکھا دینے کے مترادف تھا۔ ٹرمپ بھارت کو بھی ناراض کر کے لنڈورے چوہے کی مانند تنہا دبکا دکھائی دے رہا تھا۔ بھارت اور چین کے قرب پر ماتھا ٹھنکا تو بعد ازاں بھارت کو مکھن لگانے پڑے۔

قطر پر حملے اور اسرائیل کے پہلے سے تیز تر غزہ میں قتل عام، مڈل ایسٹ مانیٹر میں ڈاکٹر رچرڈ ہل اور ڈاکٹر گڈین پولیا کے مطابق غزہ (ہولوکاسٹ) میں 6 لاکھ 80 ہزار فلسطینی بشمول 3 لاکھ 80 ہزار بچے دو سالوں میں شہید ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں مغربی دنیا میں حکومتوں کی جان پر بن آئی ہے۔ نیوزی لینڈ میں ایسی مارچ کہ حد نظر تک سر ہی سر تھے۔ فلوٹیلا الگ جا بجا سمندروں میں اتر آئے۔ مقبولیتِ اسلام، اسرائیل سے نفرت، یونیورسٹیوں، Gen Z کی سطح پر خصوصاً مغرب کے لیے حلق کی پھانس بن رہا ہے۔ پولیس، سخت تر قوانین بھی مؤثر نہیں ہو رہے۔ لہٰذا اب انھوں نے اپنی اصلی نظریاتی پارٹی کو متحرک کیا اور لندن میں فار رائٹ نے تارکین وطن کے خلاف (بہانہ!) بڑی بھاری تیاری کے ساتھ لاکھ سے زائد جنونیوں کو اٹھا کھڑا کیا۔ یاد رہے کہ 7 اکتوبر سے برطانیہ بھر میں فلسطینیوں کے حق میں عظیم الشان مظاہرے، ریلیاں، سیمینارز، یونیورسٹیوں میں ہل چل بپا رہی۔ اس میں برطانوی آبادی کے ساتھ کافی بڑا حصہ تارکینِ وطن کا بھی تھا۔ ایک خطرناک اتحاد تھا تمام مغربی ممالک میں مقامی و تارکین وطن آبادیوں کا، جو ان کی سیاست کے لیے ایک خطرناک رجحان تھا۔ ان کی حکومتیں 'تقسیم کرو اور لڑاؤ' کی بنیاد پر قوت پاتی ہیں! سو اب فار رائٹ ریلی میں (کنگڈم) 'بادشاہت' کو متحد کرو، کا نعرہ تھا۔ برطانوی جھنڈے (فلسطینی جھنڈوں کی جگہ) لہرا کر پچھلی ریلیوں

کی روش مٹانے، اظہارِ نفرت کی کوشش تھی۔ برطانوی معروف اسلام دشمن ٹامی رابنسن نے یہ مہم منظم کی۔ تصادم بھی ہوئے پولیس کے درجنوں افسر زخمی ہوئے۔ سنٹرل لندن میں ای لون مسک نے وڈیو لنک کے ذریعے خطاب کیا، جلتی پر تیل چھڑکنے کو۔ تارکینِ وطن اور حکومت کے خلاف بولا۔ برطانیہ میں نئی حکومت لانے کی ضرورت پر زور دیا! مقابلے میں برطانوی باشعور افراد دور دور سے اُبھارے جانے والی نفرت کے خلاف آئے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا پیغام یہ ہے کہ لندن فاشسٹ شہر نہیں۔ فاررائٹ فسادیوں کی گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ وزیراعظم سٹارمر نے متشدد رویے پر اظہارِ ناراضگی کیا۔ 'پولیس افسروں پر حملے برداشت نہیں کیے جائیں گے۔ ہماری سڑکوں پر لوگ اپنے نسلی پس منظر یا رنگت کی بنا پر ہراساں نہیں کیے جائیں گے۔ برطانیہ نسلی تنوع، احترام باہمی اور برداشت پر بنی قوم ہے۔ قومی جھنڈے کو جو تقسیم، تشدد اور خوف کی علامت بنانا چاہیں، ہم کبھی اس پر ہتھیار نہ ڈالیں گے۔'

یہ کشادگی ہی مسک کے لیے تکلیف دہ ہے! مسک نے برطانوی عوام کو بھڑکایا کہ 'انتخاب تمہارا ہے۔' (یہ اس کی سیاہ قمیص پر دجالی ایک آنکھ کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔) تم اس صورتحال کے خلاف لڑو گے یا مرنا چاہو گے؟' اس پر تجزیہ سامنے آیا 'تم کتنے احمق ہو گے اگر تم سمجھو کہ دنیا کا امیر ترین آدمی تمہارے ساتھ ہے...... اس کی واحد ترجیح یہ ہے کہ اس کی قوت اور دولت برقرار رہے۔ امراء تارکین کو الزام دیتے ہیں تاکہ تم انھیں الزام نہ دو۔' اہلِ غزہ کی استقامت حسبِ سابق ہے۔ حالات کی شدت و نزاکت بھوک، شہادتیں، زخم، دربدری بدستور ہے۔ ہمارے سجدے، دعائیں، حکومتوں پر دباؤ، قوم میں بیداری کی کوشش، خود مضبوط بننے، سول ڈیفنس، فرسٹ ایڈ کا اہتمام، دنیا پرستی، خود پرستی کے امراض سے بچاؤ لازم ہے۔ آنے والے وقت سبھی مسلمانوں کے لیے خطرات لیے ہیں۔ قطر سے زیادہ آپ امریکہ کو محبوب نہیں ہو سکتے۔ ہماری امریکہ سے دوستی میں خوش فہمیاں؟ ناگ پالنے کے برابر ہے! الحذر...... سبق حاصل کیجیے۔ ملک سنوار یے۔ سیاستیں بہتر وقتوں کے لیے اٹھا رکھیں! ہر سطح پر اتفاق و اتحاد دنیاوی اور اخروی مستقبل کی خاطر...... سنجیدگی، کفایت شعاری درکار ہے۔ باہر کے دوروں میں ناگزیر افراد کمترین وقت کے لیے جائیں۔ 'قدر کھودیتا ہے ہر روز کا آنا جانا'۔ غریب قوم کے بل پر سیر و سیاحت نہ کی جائے۔

❀❀❀

شجاع الدین شیخ

پریس ریلیز 19 ستمبر 2025ء

پاک سعودی مشترکہ دفاعی معاہدہ خوش آئند ہے۔ معاہدے کے دائرہ کار کو بڑھا کر تمام مسلم ممالک کو شامل کیا جائے۔ امریکی صدر ٹرمپ کا افغانستان میں بگرام فضائی اڈہ واپس لینے کا عندیہ دینا خطے بلکہ دنیا کیلئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے

پاک سعودی مشترکہ دفاعی معاہدہ خوش آئند ہے۔ معاہدے کے دائرہ کار کو بڑھا کر تمام مسلم ممالک کو شامل کیا جائے۔ امریکی صدر ٹرمپ کا افغانستان میں بگرام فضائی اڈہ واپس لینے کا عندیہ دینا خطے بلکہ دنیا کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور سعودی عرب کی اعلیٰ قیادتوں کا مشترکہ دفاعی معاہدہ کرنا یقیناً خوش آئند اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حرمین شریفین کی حفاظت کی بابرکت ذمہ داری مسلمانانِ پاکستان کے لیے انتہائی سعادت کا باعث اور اُن کے دل کی آواز ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس معاہدہ کے دائرہ کار کو بڑھایا جائے، حرم اقصیٰ کی حفاظت کی ذمہ داری کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور پھر اس پر عمل درآمد بھی کیا جائے۔ تمام مسلم ممالک مل کر نیٹو کی طرز پر ایک مسلم بلاک کی صورت اختیار کریں جو نہ صرف معاشی اور دفاعی اتحاد تک محدود ہو بلکہ آگے بڑھ کر غزہ، فلسطین، کشمیر، میانمار اور جہاں بھی مسلمان ظلم و زیادتی کا شکار ہیں اُن کی عسکری مدد بھی کرے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ مسلم ممالک غزہ کی طرف رواں دواں گلوبل صمود فلوٹیلا کو اسرائیلی حملوں سے تحفظ کا بیڑا اُٹھائیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ مسلم ممالک کے باہمی اتحاد کو کبھی ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرے گا۔ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کا وزیراعظم نیتن یاہو تو کئی مرتبہ اپنے ناپاک عزم کو دہرا چکا ہے کہ غزہ کی تحریک مزاحمت کی قیادت جس ملک میں بھی ہوگی اُسے ٹارگٹ کیا جائے گا۔ پھر یہ کہ چین کے ایٹمی پروگرام کا بہانہ بنا کر امریکی صدر ٹرمپ کا حالیہ بیان کہ وہ افغانستان کے بگرام فضائی اڈے کو دوبارہ حاصل کرے گا نہ صرف انتہائی اشتعال انگیز ہے بلکہ اس سے پوری دنیا کا امن خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ صہیونی گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر تیزی سے عمل پیرا ہیں، حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کو بھی گریٹر خراسان کو عملی شکل دینے کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ اس حوالے سے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی نظریاتی اساس کو بحال کیا جائے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں عدلِ اجتماعی پر مبنی ایک اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔ صرف اُسی صورت میں اللہ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہوگی اور ہم دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکیں گے۔ ان شاءاللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

گوشہ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں افراطِ زر کی شرح روز افزوں ہے' جس سے قرض خواہ اگر اپنی اصل رقم یعنی رأس المال پر کوئی اضافہ نہ لے تو اس کے رأس المال کی قیمت خرید چند سال بعد کم ہو جائے گی' جس کی وجہ سے اسے نقصان ہوگا۔ لہٰذا بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ اشاریہ بندی یعنی Indexation کے ذریعے اس نقصان کی تلافی ضروری ہے' اس لیے اس پر سود کا اطلاق نہیں ہوگا اور یہ قرآنی حکم ''لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ'' کی تعبیر ہے۔

ان معاصر اہلِ علم میں رفیق المصری' سلطان ابوعلی' ایم اے منان' ضیاء الدین احمد' عمر زبیر اور گل محمد کے نام شامل ہیں' جبکہ کئی معاصر علماء قرضوں کی انڈیکسیشن کے حامی نہیں ہیں۔ ان میں محمد عمر چھاپڑہ' منظر کیف' ایم نجات اللہ صدیقی' محمد حسن الزماں' مولانا تقی عثمانی اور علی احمد سلوس سمیت دیگر بھی شامل ہیں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1245 دن گزر چکے!

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اسلام مسلمانوں کو نظم واتحاد کے ساتھ جماعتی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے وہ انتشار اور خودسرائی کو قطعاً برداشت نہیں کرتا، اس لیے اُس نے نظام عبادت کی روح اجتماعیت وشیرازہ بندی پر رکھا تا کہ مسلمان ایک مرکز سے وابستہ رہیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

غور کیجئے کہ نمازیں ہر شخص تنہا تنہا بھی ادا کرسکتا ہے۔ بلکہ یہ طریقہ ریا ونمو سے محفوظ اور اخلاص وللّٰہیت سے قریب تر ہے، لیکن پنج وقتہ نمازوں کے لیے جماعت کو واجب قرار دیا، جمعہ وعیدین کے لیے گاؤں کی بڑی جامع مسجد، اور عیدگاہ میں اکٹھا ہوکر ایک امام کے پیچھے باجماعت نماز ادا کرنے کو لازم ٹھہرایا تا کہ مسلمانوں کے اندر برادرانہ مساوات کی تربیت دی جاسکے اور دلوں میں اتحاد وہم آہنگی کے جذبہ کو فروغ مل سکے، نماز باجماعت ادا کرنے کی حکمتوں اور مصلحتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ہندوستان کے ممتاز مورخ وسیرت نگار حضرت علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الصلوٰۃ والسلام رقم طراز ہیں:

''جماعت کی نماز مسلمانوں میں برادرانہ مساوات اور انسانی برابری کی درس گاہ ہے۔ یہاں امیر وغریب، کالے گورے، رومی وحبشی، عرب وعجم کی کوئی تمیز نہیں ہے سب ایک ساتھ، ایک درجہ اور ایک صف میں کھڑے ہوکر خدا کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں۔ یہاں شاہ وگدا اور شریف ورذیل کی تفریق نہیں، سب ہی ایک زمین پر، ایک امام کے پیچھے، ایک صف میں دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں، اور کوئی کسی کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔'' (سیرت النبی جلد 5/189)۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

نماز میں اجتماع کی وجہ سے اللہ کی طرف سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے، آسمان سے رحمتیں اُترتی ہیں اور اُن کو اپنے سایہ میں ڈھانپ لیتی ہیں، ٹھیک اسی طرح زکوٰۃ میں بھی اجتماعی نظام کو ملحوظ رکھا گیا، اس کے ذریعہ قوم کے ضعیف وبے سہارا طبقہ کی پرورش وکفالت ہوتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''مالداروں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور حاجت مندوں پر خرچ کردی جائے۔'' (صحیح بخاری) اسلام نے اجتماعی طور پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم دیا، ایسا ہوسکتا تھا کہ ہر ملک کے مسلمان آب وہوا اور موسم کے لحاظ سے الگ الگ مہینوں میں روزے رکھ لیتے، لیکن تمام مسلمانوں پر ایک ہی مہینہ میں روزہ فرض کیا تا کہ جماعتی شان برقرار رہے۔ پوری دنیا کے مالدار مسلمانوں پر ایک خاص ایام میں حج کا حکم دیا گیا۔ یہ بات بھی ممکن تھی کہ ہر ملک کے مسلمانوں کے لیے الگ الگ مہینوں میں فریضہ حج ادا کرنے کی تاکید کی جاتی تا کہ ازدحام کم ہوتا، اور مناسک حج کی ادائیگی میں کوئی دشواری پیش نہ آتی، لیکن حکم دیا گیا کہ نہیں، ہر کسی کو ذوالحجہ کے ایام حج میں بیت اللہ کا طواف کرنا، صفا ومروہ کی سعی کرنا، اور ارکان حج کو ادا کرنا ضروری ہے، تا کہ مسلمانوں میں اجتماعیت اور آفاقیت کا مزاج پیدا ہو، اور سارے مسلمان وطنیت، قومیت، تمدن ومعاشرت کے تمام امتیازات کو مٹا کر سب ایک ہی ملت (ملت ابراہیمی) میں گم ہوجائیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کریں۔ حاکم ہو یا محکوم، عالم وفاضل ہو یا فقیر بے نوا سب اپنی امتیازی حیثیت کو مٹا کر اپنی انانیت اور خودی کو قربان کرکے مالک کے دروازے پر بھکاری بن کر آئے ہیں۔ یہی وہ وحدت کا رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے۔

اسلام کے اسی نظم واتحاد نے انصار کے دو بڑے قبیلے اوس وخزرج کو شیر وشکر بنا دیا۔ یہ دونوں ہمیشہ دو مستقل قوموں اور حریفوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا اور نبرد آزما رہتے تھے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

وہ اوس اور خزرج کی باہم لڑائی
صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی

اللہ کے رسول ﷺ نے کلمہ کی بنیاد پر دونوں کو متحد کردیا اب یہ دونوں ایک دوسرے کے مونس ہمدرد اور غمگسار بن گئے۔ صحابیٔ رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی سماجی حیثیت مکہ میں کچھ نہ تھی، وہ غلام تھے، سیاہ فام تھے، بے ننگ ونام تھے، لیکن جب اُن کا قلب نور ایمان سے منور ہوگیا اور مشرف بہ اسلام ہوئے، تو انہیں یہ مقام اور مرتبہ ملا کہ دیوار کعبہ پر کھڑے ہوکر اذان دی، حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے برابر بیٹھنے لگے۔ کیوں کہ ایمان کا رشتہ خاندانی ونسلی رشتوں سے زیادہ مضبوط ومستحکم ہوتا ہے اور بقول حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کہ ''دنیا کے تمام رشتے، عہد مودت، خون ونسل کے باندھے ہوئے پیماں وفا ومحبت ٹوٹ سکتے ہیں، مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے اور ہندوستان کے نومسلم کو مکہ مکرمہ کے صحیح النسب قریشی سے پیوست ویک جان کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت نہیں جو اسے توڑ سکے، اور اس زنجیر کو کاٹ سکے۔ جس میں اللہ کے ہاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا ہے۔ (خطبات آزاد:18)

انہیں رشتوں کی وجہ سے دنیا کے ایک کنارے کسی مسلمان کے تلوے میں کانٹا چبھتا ہے تو اس کی ٹیس دوسرے کنارے میں رہنے والے مسلمان اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا: ''تم مسلمانوں کو باہم رحم دل، باہم محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں ایسا دیکھو گے جیسا کہ ایک قالب اور ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے اور بیداری کے لیے تیار رہتا ہے۔'' (رواہ مسلم)

اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کی وحدت واجتماعیت کو ایک عمارت کی مانند قرار دیا۔ فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے جس طرح مکان کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے مضبوطی اور قوت کا باعث ہوتی ہے پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ملاکر سمجھایا۔'' (مشکوٰۃ)

مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ جو مذہب عالمگیر وحدت واخوت کا داعی وپیامبر ہے۔ آج خود اس کے پیروکار گروہی وعلاقائی عصبیت، خاندانی ونسلی برتری، زبان وبیان اور مسلکی اختلاف کی بنیاد پر انتشار وافتراق کے شکار ہوگئے، انہوں نے رنگ ونسل کے امتیاز واختلاف کی اونچی اونچی

دیواریں کھڑی کردیں کوئی سید خاندان سے تعلق رکھتا ہے تو اس کو اپنے عالی نسب ہونے پر فخر ہے، کوئی شیخ و پٹھان ہے تو منصوریوں اور سبزی فروشوں کو نیچی نظروں سے دیکھتا ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

افسوس کہ جب قیامت آئے گی تو یہ سارے خاندانی و نسلی رشتے اپنا وجود کھودیں گے، اس لیے کہ گروہ بندی اور فرقہ بندی شعار جاہلیت ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کو فرداً فرداً اُس کا اعمال نامہ پیش کیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر آباء واجداد اور خاندان کی مفاخرت پر پوری قوت سے چوٹ لگاتے ہوئے فرمایا: ''اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم کو جاہلیت کی جھوٹی نخوت سے نجات دیدی اور باپ دادا کی بنیاد پر بڑائی جتلانے کا دستور ختم کردیا۔ پس جس کسی نے بھی شعار جاہلیت کو زندہ کیا، ذات و برادری کی بنیاد پر ملت کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔'' (طبری)

حدیث شریف میں ہے: ''جو جاہلیت کا نعرہ لگائے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (بخاری)

اسلام گروہ بندی اور داخلی انتشار کو قطعاً برداشت نہیں کرتا رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی کالے کو گورے پر، اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔ (رواہ الالبانی)

اس لیے کہ حسب و نسب، خاندان اور قبیلے ایک دوسرے کے تعارف اور شناخت کے لیے بنائے گئے ہیں قرآن کریم میں ہے:

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹ دیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔'' (سورۃ الحجرات:13)

قرآن کریم نے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام تفریقات کو توڑ دیا، اور بتلایا کہ فخر و عزت کی چیز درحقیقت ایمان اور تقویٰ ہی ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

اس لیے قرآن کہتا ہے کہ سب مل کر اپنے پروردگار کے ساتھ وابستہ ہوجاؤ، اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مضبوطی سے پکڑلو۔

''تم سب اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑلو، اور ٹکڑوں میں نہ بٹو۔'' (آل عمران:103)

جس طرح بٹی ہوئی رسی ایک دوسرے کو قوت پہنچاتی ہے تم بھی اتحاد و اجتماعیت کی زندگی گزار کر اسلام کو فروغ دو، اگر منتشر رہوگے تو تمہاری اجتماعی قوت ختم ہوجائے گی، قرآن پاک میں ہے:

''آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تمہارے قدموں میں لغزش پیدا ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔'' (الانفال:46)

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جب لوگ گروہ بندیوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں تو ان سے سنجیدگی اور اعتدال کا دامن چھوٹ جاتا ہے، پھر وہ بے راہ روی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض علوانی نے اپنی بے نظیر تصنیف ''ادب الاختلاف فی الاسلام'' میں لکھا ہے کہ جب اختلاف بڑھتا ہے تو اس کی خلیجیں وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہیں، اور آدمی کے حواس پر اُس کے اثرات اس حد تک چھا جاتے ہیں کہ وہ نقطۂ اتحاد کو بھول جاتا ہے اس کی نظر میں اسلامی اخلاق کی ابتدائی چیزیں بھی نہیں آپاتیں، جس کی وجہ سے اُس کا معیار فکر بدل جاتا ہے۔'' (ص:13) پھر اس سے وحدت امت کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ صاحب مالٹا کی چار سالہ جیل سے رہائی کے بعد دیوبند تشریف لائے تو فرمایا: ''ہم نے مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہورہے ہیں؟ تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا، دوسرے ان کے آپس کے اختلاف اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو عام کیا جائے، بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی سے روشناس کرایا جائے۔ اور قرآنی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے (وحدت امت ص:40)

ماضی میں اسپین کی مسلم حکومت (1492-711) کے ختم ہونے کی وجہ بھی مسلمانوں کا باہمی اختلاف تھا۔ اسپینی مسلمانوں نے جس وقت مسیحی قوتوں سے شکست کھائی اُس وقت وہ علم و تہذیب اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں اپنے حریف سے بدر جہا بڑھے ہوئے تھے، اس کے باوجود ان کے شکست و ریخت کی وجہ یہ تھی کہ عیسائی باہم متحد و منظم تھے جبکہ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئے۔ امراء و عمال نے مرکز خلافت سے بغاوت کرکے اپنی چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم کرلی تھیں (الاسلام:128)

اسلام نے اسی فکر میں تبدیلی لانے کے لیے ایک مرکز سے وابستہ رہنے کی تعلیم دی۔ مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کو ایمان کی علامت قرار دیا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان سب بھائی ہیں نہ ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی مصیبت میں ڈال سکتا ہے، جو اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں رہتا ہے اللہ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو کسی مسلمان کی کوئی مشکل آسان کردیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں اس کی مشکل آسان کردیتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرلیتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی آخرت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمالیتا ہے۔'' (رواہ ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے: ''مسلمان سب بھائی بھائی ہیں ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ ظلم کرسکتا ہے۔ نہ بروقت اس کی مدد سے دست کش ہوسکتا ہے اور نہ اس کو حقیر کرسکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے سینہ کی طرف تین بار اشارہ کرکے فرمایا کہ اصل تقویٰ یہاں ہے، برائی کے لیے بس اتنی ہی بات کافی ہے کہ اپنے کسی بھائی کو ذلیل اور حقیر سمجھے یاد رکھو کہ ہر مسلمان پورا کا پورا قابل احترام ہوتا ہے۔ اس کی جان بھی، اس کا مال بھی، اور اس کی آبرو بھی۔'' (مسلم شریف)

اب وقت آگیا ہے کہ تمام خود غرضیوں اور مصلحتوں سے اوپر اٹھ کر ملت اسلامیہ کے اتحاد میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے، اور ایک ایسی طاقت بنائی جائے جس کو قرآن پاک نے بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اختلاف و افتراق سے بچنے اور اتحاد و اجتماعیت کی زندگی گزارنے کی توفیق بخشے آمین یارب العالمین۔

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی
(علامہ اقبال)

''بشکریہ ماہنامہ دار العلوم، شمارہ 5، جلد: 90، مئی 2006ء''

قرآن ہوا ٹکڑے ٹکڑے......

امۃ الحی

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾﴾ (البقرۃ) ’’(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (اللہ) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کیے دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں اُن کی سزا اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیے جائیں۔ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اُن سے غافل نہیں۔‘‘

یہ آیہ مبارکہ یہود کے غلط طرزِ عمل پر وعید کے طور پر نازل ہوئی تھی کہ انہوں نے شریعتِ اسلامی کے حصے بخرے کردیے تھے۔ صرف مرضی کے احکام مانتے تھے باقی پس پشت ڈال دیتے تھے۔ یوں انہوں نے نہ صرف عملی تحریف کی بلکہ الفاظ تک بدل ڈالے۔ لہٰذا وعید آئی کہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب ہے۔

یہ حقیقت ہمارے ذہنوں میں واضح رہنی چاہیے کہ شریعت اسلامی کے ساتھ جو اُمت بھی یہ سلوک کرے گی، اسی وعید کی حق دار ہوگی۔ ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمان امت کتاب اللہ کے ساتھ شریعت الٰہی کے ساتھ بعینہٖ یہی سلوک کر رہی ہے۔ ہم قرآن مجید کے الفاظ نہیں بدل سکتے کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے انسانوں پر ڈالی ہی نہیں، وہ اللہ کے ذمے ہے (بحمد اللہ) ورنہ نجانے ہم قرآن کے کتنے ہی صفحات غائب کردیتے یا الفاظ بدل ڈالتے۔ لہٰذا ہم نے بھی عملی طور پر شریعتِ الٰہی کی واضح نافرمانیاں شروع کردیں اور اپنا وکیل بنالیا ’’معاشرہ‘‘۔

ہمارا اچھا خاصا مذہبی ذہن رکھنے والا طبقہ بھی اس بے راہ روی کا شکار ہے۔ جہاں تک معاملہ اجتماعیت کا ہے، حکومت کا ہے، حکومتی فیصلوں کا ہے، اس گوشے میں احکام الٰہی کے منافی جو بھی اقدامات ہو رہے ہیں۔ اس میں ذمہ دار وہ ہیں ہم نہیں۔ ہمیں تو دیکھنا ہے کہ انفرادی طور پر ہم کیا کر رہے ہیں؟

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾﴾ (مریم)
’’اور سب قیامت کے دن اُس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے۔‘‘

ہمیں خصوصاً ہم خواتین کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ نے ہمیں کن فرائض کو ادا کرنے کے لیے تخلیق کیا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم فرائض کی طرف نہیں دیکھتے صرف حقوق کی بات کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے وقت ہماری انگلی قرآن کے اُن الفاظ پر ہوتی ہے جن میں ہمارے نفس کی پسندیدہ چیزوں کا ذکر ہے۔ جو بات پسند آئے مان لیتے ہیں اور جو ناگوار اور گراں گزرے وہ ’’معاشرے کے حوالے‘‘۔

ایک خاتون، بہت پابند صوم وصلوٰۃ، کہنے لگیں جب سے قرآن ترجمے سے پڑھنا شروع کیا ہے، بہت تبدیلی آئی ہے، پانچ وقت نماز شروع کردی، روزے پورے رکھنے کا اہتمام کیا، پردہ کے بارے میں اللہ کے احکام کا علم ہوا لیکن بھئی پردہ نہیں کرسکتی، معاشرہ اجازت نہیں دیتا! اسی طرح ایک اور خاتون نے پردہ تو کرلیا لیکن رسوم و رواج چھوڑنے کو تیار نہیں کیونکہ بقول اُن کے معاشرہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اسی طرح ایک صاحبہ جن کے شوہر ان پر باقاعدہ ظلم ڈھا رہے ہیں، بیوی کے علاوہ ہر کسی کے پاس جاتے ہیں۔ نان نفقہ بھی نہیں دیتے، خود ہی کماتی ہیں، رات کو تنہا سوتی ہیں، لیکن خلع لے لوں! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معاشرے میں ناک کٹ جائے گی۔ میں نے سمجھایا، دیکھو قرآن کے احکام یہ ہیں کہ جب زندگی اتنی مشکل ہوجائے تو پھر علیحدگی ہوجائے۔

﴿وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ﴾ (النساء:130) ’’اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے اور) ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کردے گا۔‘‘

نہیں جی! وہ معاشرہ اور تھا اور یہ اور ہے۔ گویا قرآن صرف اسی زمانے کے لیے نازل ہوا تھا۔ اسی طرح ایک صاحب کے اولاد نہیں ہوئی۔ تڑپتے پھر رہے ہیں۔ کسی نے دوسری شادی کا مشورہ دیا تو دو فٹ اونچا اچھلے ’’اس معاشرے میں دو بیویاں...... توبہ توبہ‘‘۔

بیوہ یا مطلقہ کی شادی کا تصور ہی دوبھر ہوجاتا ہے کیونکہ معاشرہ آڑے آتا ہے، حالانکہ اللہ کا حکم ہے:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:32) ’’اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کردیا کرو۔‘‘

گویا نعوذ باللہ ہم زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن مجید ابدی ہدایت اور رہنمائی نہیں ہے۔ یا ہم نے قرآن کے حصے بخرے کرلیے ہیں۔ قرآن کا صرف وہ حصہ قابل عمل ہے جس کی اجازت معاشرہ دے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ نہیں ہے؟ کیا اُسے علم نہیں تھا کہ معاشرہ اتنا بگڑ جائے گا یا پھر اس معاشرے کے لیے اللہ کو کوئی اور قرآن نازل کرنا چاہیے جو ہماری امنگوں پر پورا اُترے۔

آج ہماری قوم قرآن پاک کو شہید کرنے اور رسالت کی توہین پر سیخ پا ہو رہی ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ لیکن یہ کیوں نہیں سوچتی کہ ہم روزانہ کتنے ہی قرآن ’’شہید‘‘ کرتے ہیں اور کتنی ہی بار رسولؐ کی ’’توہین‘‘ کرتے ہیں۔ میراتھن، ویلنٹائن اور پھر بسنت...... تمام تر احتجاج کے باوجود ہم جشن بہاراں اسی جوش وخروش سے منائیں گے اور اس وقت بھول جائیں گے کہ ’’توہین رسالت‘‘ کیا ہوتی ہے؟؟

آج ہم ٹائر جلا رہے ہیں، دکانیں نذر آتش کر رہے ہیں۔ بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ سوچیے ذرا! اُس وقت ہمارے صدمے اور حیرت کا کیا عالم ہوگا جب روزِ قیامت رسول اکرم ﷺ فریاد کریں گے:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾﴾ (الفرقان:30) ’’اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کو دلاسا دیں گے:

﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾﴾ (الحجر) ’’جنہوں نے یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم اُن سے ضرور پرسش کریں گے۔ اُن کاموں کی جو وہ کرتے ہیں۔‘‘

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَهُمْ

اے اللہ! ہمیں اُن میں سے نہ کرنا۔ (آمین)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(11 تا 17 ستمبر 2025ء)

جمعرات 11 ستمبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 12 ستمبر: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حلقہ کراچی شمالی کا تنظیمی دورہ کیا جو قرآن اکیڈمی، یاسین آباد، کراچی میں بعد نمازِ عصر تا قبل نمازِ عشاء منعقد ہوا۔ دورے کا آغاز حلقہ کے ذمہ داران کے تعارف اور سوال و جواب کی نشست سے ہوا۔ بعد نمازِ عشاء حلقہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں حلقہ کا تعارف، رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

ہفتہ 13 ستمبر: حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے تنظیمی و دعوتی دورہ کے لیے کراچی سے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ بعد ازاں اسلام آباد سے نوشہرہ روانگی ہوئی۔ رات کو امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی آصف سلاج صاحب کے ہاں قیام رہا۔

اتوار 14 ستمبر: حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے تنظیمی دورہ کے لیے نوشہرہ سے پشاور روانگی ہوئی۔ مرکز حلقہ سے متصل مسجد میں کل رفقاء اجتماع میں حلقہ اور نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ پھر ''اسلام اور پاکستان کا مستقبل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر میں بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ دوپہر کو ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ سہ پہر کو دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک روانگی ہوئی۔ وہاں مولانا سمیع الحق شہید کے صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کے مرحوم بھائی حامد الحق شہید کی تعزیت کی۔ دارالعلوم کی عمارات اور سہولیات کے دورہ کے علاوہ باہمی دلچسپی کے امور پر بھی گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں پشاور واپسی ہوئی۔ دیرینہ رفیق میجر (ر) فتح محمد صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔

پیر 15 ستمبر: صبح دیرینہ رفیق محترم مسعود جاوید میر کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔ بعد ازاں سرحد یونیورسٹی میں ''ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد کے پی کے پروونشل سروسز اکیڈمی پشاور میں سرکاری افسران کے ایک تربیتی کورس میں "Ethics and Characteristics of Public Servants in the Light of Quran and Sunnah" کے موضوع پر خطاب کیا اور شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ سہ پہر کو پشاور سے کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ 17 ستمبر: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے ایک اجلاس کی صدارت کی۔

رفقاء متوجہ ہوں

''A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور (حلقہ لاہور شرقی)'' میں
04 تا 10 اکتوبر 2025ء (بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)

اور زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

10 تا 12 اکتوبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-4640540/042-36293939

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

''مولانا غلام اللہ خان حقانی کا دارُ العلم والحکمہ نزد گل آباد پل (چکدرہ سے 3 کلومیٹر آگے گل آباد پل کے قریب مین روڈ پر واقع ہے چکدرہ تا تیمر گرہ سڑک کے کنارہ واقع ہے)، زون KPK'' میں

03 تا 05 اکتوبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس (نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔
☆ قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماء کرام کے خدشات

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام (صفحات 23 تا 70)
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0343-0912306 / 091-2262902

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ محترم ثاقب قریشی ناظم بیت المال حلقہ سرگودھا کے سسر انتقال فرما گئے ہیں۔ برائے تعزیت: 0321-6079797

☆ مقامی تنظیم بہاول نگر کے سینئر ملتزم رفیق محترم عبد المجید کے چھوٹے بھائی محترم عبد الحسیب ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ بہاولنگر انتقال کر گئے ہیں۔
برائے تعزیت: 0301-7683039

☆ منفرد اسرہ مینگورہ کے مبتدی رفیق محترم عبد الروف کے صاحبزادے طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔ برائے تعزیت: 0347-6662644

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

امیر محترم کی سرگودھا کے سالانہ دعوتی دورے کی مصروفیات

6 ستمبر 2025ء بروز ہفتہ امیر محترم حفظہ اللہ محترم پرویز اقبال نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے سالانہ دعوتی دورے پر تشریف لائے۔ 9:00 بجے تک النور ہائی سکول آف سائنس 90 جنوبی میں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے چند جھلکیاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اس کے ساتھ ہی سورہ الحج کی آخری آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہمیں چنا ہے تو کیا بحیثیت اُمت ہم اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جو ہماری ذمہ داری ہے۔ خطاب کے اختتام پر سکول کے حفاظ کرام کی دستار بندی کی تقریب ہوئی اور مسنون دُعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد مسجد جامع القرآن سرگودھا میں مقامی علماء کرام کے ساتھ ملاقات کی۔ امیر محترم نے علماء کرام کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور اتحادِ اُمت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں تمام تر مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے ایک اُمت ہونا چاہیے۔ علماء کرام نے امیر تنظیم سے اتفاق کیا نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد پروگرام کا اختتام ہوا۔

رات 9:00 بجے سرگودھا کے مقامی میرج ہال گولڈن پام میں خطاب بعنوان ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی بُنیادیں'' تھا جو اپنے وقت پر شروع ہوا جس میں خطاب فرماتے ہوئے امیر تنظیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کے ضمن میں قانونی، قلبی اور عملی پہلو شرکاء کے سامنے رکھے۔ اس پروگرام کا اختتام اپنے مقررہ وقت پر 10:30 پر ہوا۔

اگلی صبح بروز اتوار جوہر آباد کے لیے روانگی ہوئی جہاں محترم خالد وسیم نقیب منفرد اسرہ جوہر آباد نے اپنے رفقاء کے ہمراہ امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ صاحبان کو خوش آمدید کہا۔ مسجد نور القرآن سول لائن جوہر آباد میں دن 10:30 پر عوامی خطاب کا اہتمام تھا یہاں امیر محترم نے ''ختم نبوت کا مفہوم اور ہمارا ایمان'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پروگرام میں خواتین کی شرکت کا بھی اہتمام تھا، جن کی تعداد 200 کے قریب تھی جبکہ مرد حضرات 500 کے قریب تھے۔ امیر محترم نے ختم نبوت کے تعلق سے ہمارے کرنے کے کام کیا ہیں، پر روشنی ڈالی۔ پروگرام کے اختتام پر امیر محترم سیال موڑ کے لیے روانہ ہوئے جہاں رفیق تنظیم محترم ڈاکٹر محمد شریف کے ہاں مقامی عمائدین کے ساتھ ملاقات کی۔ اس کے بعد امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ صاحب کے ہمراہ شام 5:00 بجے کے قریب گوجرانوالہ کے لیے تشریف لے گئے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ جن جن رفقاء نے ان پروگراموں کے لیے محنت کی اللہ تعالیٰ انہیں بہتر بدل عطا فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

سہ ماہی تربیتی اجتماع حلقہ سرگودھا

5 ستمبر 2025ء کو بصورت شب بسری سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد مسجد جامع القرآن سرگودھا میں کیا گیا جس میں میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 62 رفقاء اور 4 احباب (35 ملتزم اور 27 مبتدی) نے پروگرام میں شرکت فرمائی۔

پروگرام کا آغاز سہ پہر 4:00 بجے مولانا محترم عامر کے درسِ قرآن سے ہوا انہوں نے ایمان حقیقی کا داخلی مظہر اور سراب کی کیفیت پر سورہ النور کی روشنی میں درس دیا جو نمازِ عصر تک جاری رہا، نماز عصر کے وقفے کے بعد مقامی امیر تنظیم شرقی طاہر محمود نے ایمان حقیقی رکھنے والے شخص کا زندگی میں رویہ اور طرزِ عمل کے حوالے سے سورہ التغابن کی روشنی میں درس فرمایا۔

اس کے بعد مغلوبیت کے دور میں مومن انقلابیوں کا طرزِ عمل کے موضوع پر حدیث مبارکہ کا درس محترم ظفر اقبال لاہڑی (ملتزم رفیق غربی تنظیم) نے دیا۔ نماز مغرب کے بعد مقامی امیر میانوالی تنظیم محترم نور خان نے سورہ یوسف کے رکوع 3 تا 4 کی روشنی میں درسِ قرآن دیا جو نماز عشاء تک جاری رہا۔

نماز عشاء کے وقفے کے بعد محترم حمید اللہ خان ناظم دعوت حلقہ نے مشاورت کے آداب پر مذاکرہ کروایا۔ آرام کے بعد رفقاء کو نماز تہجد کے لیے رات 3:00 بجے بیدار کیا گیا، نماز تہجد کے بعد مقامی امیر میانوالی محترم نور خان نے منہاج القاصدین صفحہ 76 تا 83 تک کا مطالعہ کروایا اس کے بعد نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ماسٹر محترم ظفر اقبال (ملتزم رفیق جوہر آباد) نے اقامتِ دین سے کنی کترانے والوں کی عکاسی اور سزا بارے سورہ انفال کی روشنی میں درسِ قرآن دیا اس کے بعد امیر حلقہ نے اپنی اختتامی گفتگو میں رفقاء تنظیم کا شکریہ ادا کیا

امیر حلقہ نے اس بات پر زور دیا کہ جماعت کی اصل روح سمع وطاعت ہے اور اس کے ساتھ نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت کی طرف رفقاء کی توجہ دلائی اور اس کے بعد پروگرام کا مختصر خلاصہ بیان فرمایا اور مقررین کی تحسین فرمائی ساتھ ہی مسنون دُعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شرکاء کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: ہارون شہزاد ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

بھیرہ میں ایک روزہ توسیع دعوت پروگرام حلقہ سرگودھا

امیر حلقہ صاحب مولانا محترم عامر (ناظم دعوت شرقی تنظیم) کے ہمراہ مورخہ 12 ستمبر بروز جمعۃ المبارک سرگودھا کی تحصیل بھیرہ کے لیے روانہ ہوئے جہاں جامع مسجد بگھویہ کے خطیب محترم ابرار بگھوی نے مولانا محترم عامر کو خطاب جمعہ کی دعوت دی تھی اپنے خطاب میں مولانا محترم محمد عامر نے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اتحادِ اُمت کی اہمیت پر زور دیا اور شرکاء پر واضح کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپس کے اختلافات کو بھلا کر ایک اُمت ہو جائیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے عملی نفاذ کی کوشش کریں نماز جمعہ کے بعد امیر حلقہ صاحب نے مولانا محترم ابرار بگھوی کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ آئندہ بھی مولانا محترم ابرار کی دعوت پر حاضر ہوتے رہیں گے آخر میں مولانا محترم ابرار بگھوی نے مہمانوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہوئے مہمانوں کو رخصت کیا۔ (رپورٹ: ہارون شہزاد ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

تنظیم اسلامی باجوڑ غربی کے دور افتادہ رفقاء سے ملاقات (توسیع دعوت)

روایات کے مطابق ہر سال عید کے بعد دور دراز کے رفقاء سے ملاقات کے لیے ہم پروگرام بناتے ہیں اس سال بھی راقم الحروف محترم یوسف جان، محترم فیض الرحمن اور محترم مومن خان کے ہمراہ گاؤں زگی ء روانہ ہوئے۔ جہاں ہمارے ایک سینئر رفیق محترم ڈاکٹر نازمین خان رہائش پذیر ہیں۔ موصوف کافی عرصہ سے علیل ہیں، ان سے کافی مفید نشست ہوئی اور ساتھ ہی بہت خوش بھی ہوئی تمام رفقاء سے دعاؤں کے لیے خصوصی درخواست ہے اس کے بعد دوسرے رفیق محترم عنایت اللہ کے گھر کی طرف محوِ سفر ہوئے لیکن ان کی زیارت کے شرف سے محروم رہے۔ یہاں سے محترم شیخ عنایت اللہ کے مدرسے پہنچے لیکن وہ موجود نہ تھے، اُن سے موبائل پر بات ہوئی۔ انہوں نے ملاقات کا کہا۔ یہاں سے سابق نائب ناظم اعلیٰ برائے کے پی زون محترم گل رحمان سے ملاقات کے لیے اُن کی رہائش گاہ پر گئے۔ نماز ظہر وہاں ادا کی اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن کی عمر میں برکت ڈال دیں۔ آمین!

(رپورٹ: محمد سعید جان، ناظم نشر واشاعت حلقہ کے پی جنوبی)

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- فلسطینی دفتر برائے اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے غزہ پر جاری اجتماعی نسل کشی کے دوران شہید ہونے والے صحافیوں کی تعداد بڑھ کر 251 ہوگئی ہے۔ یہ اضافہ پیر کو تین صحافیوں کو نشانہ بنائے جانے کے بعد سامنے آیا۔
- اسلامی تحریکِ مزاحمت (حماس) کے رہنما اور ترجمان، ڈاکٹر خالد قدومی نے کہا ہے کہ امریکی انتظامیہ اپنے ہی بیانات کو نظرانداز کرتی ہے۔ ہر بار وہ یہ تاثر دیتی ہے کہ وہ مذاکرات چاہتی ہے اور کوئی تجویز غور کے لیے پیش کرتی ہے، لیکن جیسے ہی جواب پر غور شروع ہوتا ہے تو صہیونی دشمن، امریکی انتظامیہ کے ساتھ مکمل ہم آہنگی میں، مزاحمتی قائدین کے خلاف ایک منصوبہ بند قاتلانہ حملہ کرتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ بزدلانہ اور مجرمانہ کارروائی ناکام ہوئی اور حماس کی قیادت محفوظ رہی۔ البتہ ہمارے متعدد ساتھی اور محافظ جامِ شہادت نوش کر گئے۔ ہم عالمی برادری اور امتِ مسلمہ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ انہوں نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف فیصلہ کن اور مؤثر اقدامات کرنے میں کوتاہی اور غفلت برتی۔
- فلسطینی وزارتِ اوقاف و امورِ دینیہ نے اعلان کیا کہ قابض اسرائیل کی جانب سے حرم ابراہیمی کے صحن پر قبضہ جمانے اور اس کی چھت کے ذریعے صہیونی آبادکاروں کو روزانہ کی بنیاد پر بے حرمتی کے مواقع فراہم کرنے کا فیصلہ سراسر ناقابل قبول ہے، کیونکہ یہ فیصلہ اس تاریخی و دینی مقام کے تقدس اور اس کی تاریخی حیثیت کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ وزارت اوقاف نے وضاحت کی کہ یونیسکو نے اپنے حالیہ اجلاس میں قابض اسرائیل کی جانب سے حرم ابراہیمی کے صحن کو چھت دینے کی کوشش کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ وزارت نے الخلیل کے عوام سے اپیل کی کہ وہ حرم میں موجود رہیں تاکہ اس کے اسلامی تشخص کا دفاع کیا جا سکے۔
- عبرانی چینل 12 نے اسرائیلی وزیر ایتمار بن غویر کا متنازع بیان نشر کیا ہے جس میں اُس نے کہا ہے کہ اُس کے فوجی غزہ پر قبضہ مکمل کریں گے، وہاں جبری ہجرت کو ''رضاکارانہ'' قرار دے کر آبادی کو بے دخل کیا جائے گا، اور وہ غزہ کے ساحل پر پولیس کالونی تعمیر کرے گا۔
- الجزیرہ کی ایک رپورٹ کے مطابق حکومتِ اسپین نے اسرائیلی ساختہ راکٹ لانچرز کی خریداری کا 700 ملین یورو کا معاہدہ منسوخ کر دیا ہے اور اسپین کی تمام بندرگاہیں اب ان بحری جہازوں کے لیے بند رہیں گی جو اسرائیل کو اسلحہ اور دفاعی ساز و سامان لے جا رہے ہوں گے۔
- ٹرمپ کا قریبی اتحادی اور اسرائیل کا کٹر حامی، چارلی کرک انتہا پسندانہ سوچ اور اسلام سے شدید نفرت کا حامل متعصب شخص تھا جو 10 ستمبر کو گردن میں گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ امریکی سیاست کا یہ متعصب شخص یونیورسٹیوں میں پرو اسرائیل تقریبات منعقد کرواتا تھا اور ایسے ہی ایک ایونٹ کے دوران فلسطین کے حمایتی ایک شخص کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔
- غزہ کی ایمبولینس اور ایمرجنسی سروسز کے مطابق، اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں خان یونس میں سابق ڈائریکٹر پولیس رفح، بریگیڈیئر جاسر المشوخی شہید ہوگئے۔
- اسرائیلی میڈیا کے مطابق ہزاروں اسرائیلی تل ابیب کے وسط میں سڑکوں پر نکل آئے اور جنگ کے خاتمے اور قیدیوں کے تبادلے کے معاہدے پر عملدرآمد کا مطالبہ کرتے رہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **قطر: ہنگامی عرب اسلامی کانفرنس کا اجلاس:** اسرائیلی حملے کے بعد دارالحکومت دوحا میں ہنگامی عرب اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عرب لیگ کے علاوہ او آئی سی کے رکن ممالک نے شرکت کی۔ پاکستان سے وزیراعظم میاں شہباز شریف نے شرکت کی۔ قطر کے امیر شیخ تمیم بن حمد الثانی نے اسرائیل کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا، کہ یہ حملہ مذاکرات میں رہنے والوں کے خلاف "بزدلانہ اور خائن" حرکت تھی۔ دیگر عرب اور اسلامی ممالک نے بھی قطر کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اعلان کیا اور اسرائیل کی اس حرکت کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا۔ ترکی، مصر، ایران جیسے ملکوں نے کہا کہ اب باتیں نہیں عملی اقدامات کی ضرورت ہے، جیسے اقتصادی پابندیاں، سفارتی نوعیت کی ردعمل کانفرنس نے ایک مضبوط بیان جاری کیا۔ وزیراعظم اور آرمی چیف کے دورۂ سعودی عرب کے دوران پاک سعودی مشترکہ دفاع کا معاہدہ ہوا۔
- **اقوام متحدہ: سلامتی کونسل میں پاکستان کی اسرائیل پر تنقید:** پاکستانی مندوب عاصم افتخار احمد نے سلامتی کونسل کے اجلاس میں اسرائیلی مندوب، ڈینی ڈانون کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کے دوحا (قطر) میں حماس کے عہدیداروں پر کیے گئے حملے کا موازنہ امریکی خاص دستے کی مہم سے کرنا درست نہیں ہے۔ اسرائیل بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر کے خود کو مظلومیت کا روپ دیتا ہے۔
- **بنگلہ دیش: ڈھاکہ یونیورسٹی انتخابات میں پاکستان نواز طلبا گروپ کی تاریخی کامیابی:** ڈھاکا یونیورسٹی کے طلبہ یونین انتخابات میں 78 فیصد سے زائد طلبہ نے ووٹ ڈال کر انتخابی عمل میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان حامی طلبہ تنظیم اسلامی چھاترا شبیر نے نائب صدر، جنرل سیکرٹری اور اسسٹنٹ جنرل سیکریٹری کی نشستیں جیت لیں۔
- **امریکہ: قطر پر حملے کا فیصلہ میرا نہیں تھا: صدر ٹرمپ:** وائٹ ہاؤس میں میڈیا نمائندگان سے گفتگو کرتے ہوئے ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ قطر ہمارا اتحادی ملک ہے اور اسرائیل قطر میں دوبارہ حملہ نہیں کرے گا۔ اس سے قبل امریکی صدر نے فلسطینی مزاحمتی تنظیم حماس کو دھمکی دی تھی کہ وہ یرغمالیوں کو انسانی ڈھال کے طور پر استعمال نہ کرے۔ صدر ٹرمپ کا کہنا ہے کہ قطر پر حملے کا فیصلہ اُن کا نہیں بلکہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کا تھا۔ قطر پر یکطرفہ بمباری اسرائیل یا امریکا کے مقاصد کو آگے نہیں بڑھاتی۔
- **امارات اسلامیہ افغانستان: بھارتی سفارتکار ملک بدر:** طالبان حکومت نے بھارت کے سینئر سفارتکار ہریش کمار کو ملک بدر کر دیا۔ اُن پر الزام ہے کہ وہ طالبان مخالفین سے ملاقاتیں کر رہے تھے اور انہیں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔
- **غزہ: اسرائیلی فوج کے مغربی کنارے میں چھاپے، 100 سے زائد فلسطینی گرفتار:** اسرائیلی افواج نے مقبوضہ مغربی کنارے کے شہر طولکرم میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران 100 سے زائد فلسطینیوں کو حراست میں لے لیا ہے اور شہر میں کرفیو نافذ کر دیا۔ اسرائیلی فوج کی کارروائی کے بعد مغربی کنارے میں کشیدگی میں اضافہ ہوگیا۔ غزہ شہر میں اسرائیلی آپریشن تیز ہونے کے بعد شہری محفوظ مقامات کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔
- **لیبیا: حکومت اور مسلح گروپ رداع میں معاہدہ:** ترکیہ کی سہولت کاری سے اقوام متحدہ سے تسلیم شدہ حکومت نے طاقتور مسلح گروپ رداع فورس کے ساتھ ایک ابتدائی معاہدہ کر لیا ہے۔ معاہدے کا مقصد کئی ماہ سے جاری کشیدگی اور وقفے وقفے سے ہونے والی جھڑپوں کو ختم کرنا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.36

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore